عمران سیریز

صحرائی دشمن

www.pakistanipoint.com
اردو ادب کی ہزاروں مفت کتب کی آن لائن لائبریری
http://www.pakistanipoint.com/forumdisplay.php?239-Urdu-Library
Find us on facebook.
ppoint.library

www.pakistanipoint.com
اردو ادب کی ہزاروں مفت کتب کی آن لائن لائبریری
http://www.pakistanipoint.com/forumdisplay.php?239-Urdu-Library
Find us on facebook.
ppoint.library

ابن صفی کی عمران سیریز

صحرائی دشمن

مصنف: ابن صفی

قیمت ——— چھ روپے پچاس پیسے

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹

اس ناول کے تمام نام مقام کردار افراد واقعات۔ اور تشبیہ دی جانیوالی چیزیں فرضی ہیں کسی سے مطابقت محض اتفاقیہ ہے جس کے لئے مصنف، پرنٹر، پبلشر، ناشر، یا ادارہ ذمے دار نہیں۔

نفیس اکیڈمی پریس کراچی میں چھپی

[illegible] اکیڈمی [illegible]

پیش لفظ :-

"صحرائی دشمن" ملاحظہ کیجئے ـــــــ

کیا عمران سیریز کا "ابن کلیم" کا لکھا ہوا وہ نیا معرکتہ الآراء ناول ہے جسے آپ مدت تک یاد رکھیں گے۔ "ابن کلیم" پرانے اور کہنہ مشق لکھنے والوں میں سے ہیں ان کے لکھے ہوئے درجنوں ناول آپ اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں۔

"صحرائی دشمن" ابن کلیم کا نیا شاہکار ہے۔ اس ناول میں صحراؤں کی ٹھنڈک بھی ہے اور آگ اگلتے ہوئے سورج کی گرمی بھی ـــــ قہقہے بھی ہیں اور ایکشن بھی

امید ہے کہ "صحرائی دشمن" آپ سب ہی کو پسند آئے گا۔

(ادارہ)

عمران پر گزشتہ دو گھنٹے سے عشق کا بھوت سوار تھا۔

جی ہاں - عمران اور عشق - واقعی دو متضاد چیزیں ہیں لیکن گوشت پوست کا بنا ہوا انسان جس کے سینے میں دل ہو - اور دل دھڑک بھی رہا ہو - اس کا کیا اعتبار کہ کب کسی پر آجائے۔ اور عمران کو تو محنت بھی نہیں کرنی پڑی - عشق تو اس سے کئی نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں کرتی تھیں لیکن آج تک اس گوشت پوست کے دل پر فولاد کا خول چڑھا ہوا تھا اور یہ خول گذشتہ دو گھنٹے سے غائب تھا اور عمران اس وقت جولیا کے سامنے بیٹھا اپنے اس عشق کا اظہار کر رہا تھا۔

صبح کے ٹھیک سات بجے عمران جولیا کے فلیٹ پر پہنچ گیا تھا۔ جولیا چونکہ رات دیر تک جاگنے کی عادی تھی اس لئے ابھی تک بستر ہی میں تھی۔ اس نے اٹھ کر فلیٹ کے بیرونی دروازے کی کنڈی ضرور کھول دی تھی۔ اور جب سیڑھیوں میں اس نے عمران کو کھڑے دیکھا تھا تو بڑی پیاری مسکراہٹ سے اس کا استقبال بھی کیا تھا اور دوبارہ آکر اپنے بستر میں گھس گئی تھی۔ عمران اس کے قریب ہی ایک

کرسی پر بیٹھ کر اسے بڑے غور اور پیار بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا تھا۔

"صبح سویرے کیسے نزول فرمالیا جناب نے"، جولیا نے پوچھا تھا۔

"میں تو شریف لوگوں کی طرح سات بجے آیا ہوں اور تم نے ساری رات مجھے سونے کیوں نہیں دیا۔"

"کیا مطلب۔ میں رات تمہارے ہاں کب گئی تھی۔"

"واہ اسے کہتے ہیں کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ساری رات تم میرے دل کی دنیا میں وحشی ہرنیوں کی طرح چوکڑیاں بھرتی رہی ہو۔ کبھی تم شہزادی بن جاتی تھی اور میں شہزادہ۔ کبھی تم سبز پری بن جاتی اور میں کالا دیو۔ کبھی تم لیلےٰ بن کر محل سے جھانکنے لگتیں اور میں مجنوں بن کر دور ہی دور ریت اڑاتا۔ کبھی تم سرخ جوڑا پہن کر دلہن بن جاتیں اور میں سہرا باندھ کر تمہارے پاس آتا۔ ساری رات تو تم نے مجھے سونے نہیں دیا اور اب کہتی ہو کہ تم میرے ہاں کب گئی تھی۔

"عمران"۔

"جی"۔ عمران نے بڑے ادب سے قدرے لمبی "جی" کہی۔

"میرا خیال ہے کہ رات تم نے پیٹ زیادہ ہی بھر لیا تھا۔ بدہضمی کی شکایت ابھی تک باقی ہے"

"جی ہاں۔ یہی تو میری بدقسمتی ہے جولیا۔ مجھے اپنے دل کی آواز زبان پر لانے کا سلیقہ نہیں۔ اسی لئے میں خوبصورت لڑکیوں سے ڈرتا ہوں۔ بالکل خاموش اور یکطرفہ پیار۔ لیکن میں اپنے پیار کا اظہار اس لئے نہیں کرتا کہ مجھے کرنا نہیں آتا۔ ساری رات میں تمہارے تصوّر میں گم رہا۔ تمہیں تصوّر ہی تصوّر میں پیار کرتا رہا۔ پھر میں نے سوچا کہ تمہارے سامنے جاکر اپنا دل کھول کر رکھ دوں اور تم کہتی ہو کہ مجھے ابھی تک بدہضمی کی شکایت ہے۔"

"عمران"۔ جولیا نے مسکرا کر کہا۔

"جی"۔ عمران نے پھر لمبی "جی" میں جواب دیا۔

"تمہارے لئے چائے بناؤں۔"

"چائے۔ تمہارے ہاتھ سے تو زہر بھی مل جائے تو میں بڑے شوق سے پی لونگا جولیا۔ کبھی آزما کر تو دیکھو۔" عمران نے بالکل فلمی عاشقوں کی طرح سینے پر ہاتھ رکھ کر جواب دیا۔ اور جولیا مسکراتی ہوئی بستر سے باہر نکلی اور باورچی خانے میں چائے بنانے کیلئے چلی گئی۔

عمران کو تو خیر زندگی بھر کبھی کسی سے عشق نہیں ہوا تھا۔ البتہ یہ حقیقت تھی۔ کہ جولیا دل ہی دل میں عمران سے پیار کرتی تھی۔ بعض اوقات موقع ملنے پر وہ اپنے اس پیار کا اظہار بھی کر دیا کرتی لیکن عمران جیسے پتھر پر پیار کی جونک اثر نہ کر سکی۔ اس وقت جولیا نے باورچی خانے میں جاکر سوچا کہ عمران سنجیدہ بھی ہے یا نہیں۔ کیا ایسا تو نہیں کہ اسے کچھ رقم کی ضرورت ہو۔ اور یہ پیار محبت کی باتیں کر کے اپنا مقصد پورا کرنا چاہتا ہو۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو کیونکہ ماضی میں کئی بار عمران یہ حربہ استعمال کر چکا تھا۔ وہ مسکرائی اور جب چائے بنا کر واپس عمران کے کمرے میں پہنچی تو عمران ابھی تک سر جھکائے بیٹھا تھا۔ جولیا نے چائے اور اس کے ساتھ لوازمات تپائی پر رکھ دیئے۔ خود بھی عمران کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ دو کپ میں اس نے چائے بنائی اور ایک کپ عمران کی جانب بڑھایا اور بڑے ہی پیار سے انداز میں بولی۔

"عمران ڈیئر۔ یہ چائے ہے۔ زہر کا پیالہ نہیں۔"

عمران نے نگاہیں اٹھا کر جولیا کی جانب دیکھا۔ عمران کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔ پھر وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ "اس دنیا میں مجھ سے زیادہ بدقسمت انسان کوئی بھی نہیں ہے جولیا۔ تم بھی میرا مذاق اڑا رہی ہو جانِ من"..... اور اس کے بعد عمران کے آنسو اس کے رخساروں پر قطرہ قطرہ بہنے لگے۔ جولیا تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھی۔ عمران کے قریب کھڑی ہو کر اس نے عمران کا سر اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا۔ پھر اسے جھک کر اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا اور کہنے لگی۔

"عمران مجھے معاف کر دو۔ میں سمجھی تھی کہ ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی تم مذاق کر رہے ہو۔"

"یہی تو افسوس ہے جولیا۔ میری سنجیدگی کو بھی مذاق سمجھ لیا جاتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ اچھا لو پہلے تم چائے پیو۔ میرا خیال ہے کہ تم نے ناشتہ نہیں کیا۔ یہ لو بسکٹ کھاؤ۔ بعد میں تسلی سے گفتگو ہو گی۔"

"گفتگو کیسی جولیا۔ میں نے اپنے دل کا حال تمہیں سنا دیا ہے۔ اگر تم ٹھکرانا چاہو تو ایک منٹ میں ٹھکرا سکتی ہو۔ لیکن اتنا میں تمہیں بتا دوں کہ میں تمہارے فلیٹ سے زندہ واپس نہیں جاؤنگا۔"

"عمران۔ تمہیں کون ٹھکرا سکتا ہے اس دنیا میں۔" جولیا بھی آہستہ آہستہ جذباتی ہوتی جا رہی تھی۔

"سچ جولیا۔ تم نے میرا پیار قبول کر لیا۔" عمران نے خوشی سے پوچھا۔

"تمہارا پیار تو آج ملا ہے عمران۔ میرا پیار پتہ نہیں کب سے تمہارا طواف کر رہا ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ آج تمہاری زبان پر ایسی باتیں کیسے آ گئیں۔"

عمران جلدی سے اٹھا۔ اس نے جولیا کا سر اپنی گود میں لے لیا اور پھر ———— کہنے لگا۔ "جولیا۔ یہ حقیقت ہے کہ میں پہلے دن سے ہی تمہیں چاہتا تھا۔ لیکن ڈرتا تھا کہ تم میرا مذاق اڑاؤ گی اور ایکسٹو سے شکایت کر دو گی۔"

جولیا عمران کے اس انداز سے پہلی مرتبہ آشنا ہوئی تھی۔ بہت جلد جذبات کی رو میں بہنے لگی۔ اس کے دل میں عمران کے پیار کی چنگاریاں جو مدتوں سے چھپی ہوئی تھیں۔ یکلخت بھڑک اٹھیں اس نے اپنے دونوں بازوؤں کے حلقے میں عمران کا سر پکڑ کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اور پھر اس کی پیشانی ———— پر پے در پے بوسوں کی بوچھاڑ کر دی۔ عمران خلافِ عادت جولیا کا یہ پیار آنکھیں بند کر کے وصول کرتا رہا اور جب جولیا کے جذبات کی آندھیاں قدرے تھم گئیں تو وہ عمران کے چہرے پر جھک کر پوچھنے لگی۔

"اب تو تمہیں میرے پیار کا یقین آیا ہے عمران ڈیئر یا ابھی نہیں۔"

عمران نے اس کی گود سے اپنا سر اٹھا لیا۔ اور پھر کہنے لگا۔ "مجھے پورا پورا یقین ہے جولیا۔ اور اب میں شاید اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھنے لگا ہوں۔ لیکن"....

"لیکن کیا۔" جولیا نے پوچھا۔

"تم جانتی ہو جولیا کہ میرا ڈیڈی مجھ سے ناراض رہتا ہے اور جب ایکسٹو کو پتہ چل گیا کہ میں تم سے پیار کرنے لگا ہوں تو وہ بھی ناراض ہو جائے گا۔ وہ پتھر کا انسان ہے جولیا۔ وہ پیار محبت کی دنیا سے نفرت کرتا ہے اور تم جانتی ہو جولیا ایکسٹو کی ناراضگی مول لے کر کوئی شخص اس ملک میں رہ نہیں سکتا۔"

"عمران۔ اگر پیار ہی کیا ہے تو پھر ان دنیا والوں سے ڈرنا کیسا۔ ہم علی الاعلان پیار کریں گے اور کسی نے ہماری راہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش کی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ خواہ وہ ایکسٹو ہی کیوں نہ ہو۔"

"نہیں جولیا۔ ہم ایکسٹو کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہمیں پتہ بھی نہیں چلے گا اور وہ ہمیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔"

"تو پھر... تو پھر عمران؟"

"کوئی راہ سوچو جولیا۔ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

"ایسا تو ناممکن ہے عمران۔ ہاں ایک طریقہ ہے بشرطیکہ تم اس کے لئے آمادہ ہو سکو تو۔"

"تم حکم دو جولیا ڈارلنگ پھر دیکھو تمہارا عمران تمہارے لئے کیا کرتا ہے۔"

"عمران میں سوچ رہی ہوں کہ اگر ہم یہ ملک خاموشی سے چھوڑ دیں اور کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں ایکسٹو کے فرشتے بھی ہمیں تلاش نہ کر سکیں۔ اس نئی جگہ جا کر ہم اپنا ایک خوبصورت سا گھر بنائیں جہاں میرے اور تمہارے علاوہ اور کوئی نہ ہو۔ اور۔۔۔"

"میرے ذہن میں بھی ایسا ہی خیال آ رہا ہے جولیا۔ میں بھی اس ایکسٹو سے بہت تنگ آ گیا ہوں۔ جہاں جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے ہمیں آگے کر دیتا ہے۔ ساری دنیا کے مجرم ہمارے دشمن بن گئے ہیں۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں جولیا کہ ایکسٹو سے کسی نہ کسی طریقے سے چھٹکارا حاصل کر لیا جائے۔"

"تب انتظار کس بات کا ہے عمران۔ میرے پاس تھوڑا سا بنک اکاؤنٹ ہے میں آج ہی بنک سے یہ رقم نکلوا لیتی ہوں۔ کم از کم پچیس تیس ہزار روپے تو ہونگے۔ ہم اس چھوٹے سے سرمایہ سے کہیں دور جا کر نئی زندگی کا آغاز کر سکتے ہیں۔"

"نہیں جولیا۔ تم اپنا سرمایہ بنک ہی میں رہنے دو۔ فی الحال میرے پاس اتنی رقم ضرور ہے کہ میں تمہیں ایکسٹو جیسے خونخوار انسان کی نگاہوں سے کہیں لے جاؤں۔ تمہارا سرمایہ یہاں بنک میں محفوظ رہے گا تو کبھی بوقتِ ضرورت کام آئے گا۔ ہم یہ سرمایہ بیرونی ممالک کے بنکوں کے ذریعے بھی تو منگوا سکتے ہیں۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم جائیں گے کہاں۔"

"میرے ملک میں چلو عمران۔"

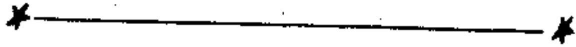
"نہیں جولیا۔ جب ایکسٹو کو پتہ چلے گا کہ تم بھی میرے ساتھ ہو تو سب سے پہلے وہ ہماری تلاش تمہارے ملک میں ہی کرے گا۔ اس کے بعد ان ممالک میں کرے گا جہاں جہاں میرے دوست موجود ہیں۔"

"تو پھر ۔۔۔ ہم کہاں جائیں گے۔ عمران۔"

"تم فکر نہ کرو جولیا۔ میں آج شام تک باقاعدہ پروگرام بناتا ہوں۔ بس تم خاموشی سے تیاری کر لو۔ ایک دو دن تک ہم خاموشی سے روانہ ہو جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے عمران۔ تم میرے ساتھ ہوگے تو مجھے دنیا کا ہر خطرہ قبول ہے۔ تم پروگرام بناؤ اور میں تیاری کرونگی۔" پھر عمران وہاں نہیں ٹھہرا جولیا اسے فلیٹ کے دروازے تک رخصت کرنے آئی اور جب عمران سیڑھیاں اترنے لگا تو جولیا نے ایک بار پھر اس کو یاد دہانی کرائی ـــــــ اور عمران

عمران پھر سیڑھیاں اتر کر بازار کے ہنگاموں میں گم ہو گیا۔



وہ سارا دن جولیا انتہائی خوش رہی۔ اس نے دن بھر سپنوں کے ہزاروں ہی محل بنائے۔ یہ اس کی زندگی کی بہت بڑی آرزو تھی جو صبح سویرے خود بخود پوری ہو گئی تھی۔ وہ عمران کو دل و جان سے چاہتی تھی۔ اور عمران جیسا محبوب خود بخود جس کی آرزوؤں کی تکمیل پر راضی ہو جائے اس کی خوشیوں کا کیا ٹھکانا۔ وہ دن بھر سوچتی رہی کہ اب وہ اس [illegible] سے دور دنیا کے کسی ایسے گوشہ میں چلی جائے گی جہاں ہر جانب بہاریں ہی بہاریں ہونگی۔ جہاں صرف عمران ہوگا اور وہ ہوگی۔ جہاں ان کے پیار میں دخل اندازی کرنے والا کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔ جہاں ایکسٹو کے نادر شاہی احکام نہیں ہونگے۔ جہاں اس کی خون خشک کر دینے والی جھڑکیاں نہیں ہونگی۔ جہاں وہ آزاد ہوگی۔ بالکل آزاد۔ ہر وقت اپنے محبوب کی باہوں میں باہیں ڈال کر گھومتی رہے گی۔ سبزہ زاروں پہ اٹھکیلیاں کرتی رہے گی۔ جہاں شب و روز اس کے محبوب کا ساتھ ہوگا۔

اسے پتہ بھی نہیں چلا کہ دن کب شروع ہوا اور کب غروب ہو گیا۔ اور لطف یہ کہ اس دن نہ ایکسٹو کا فون آیا اور نہ کسی دوسرے ساتھی نے فون کرنے کی زحمت گوارا کی۔ وہ چاہتی بھی یہی تھی کہ اس کے حسین تصورات کا سلسلہ ایکسٹو کی مخصوص آواز نہ توڑ دے۔ اس کی یہ آرزو بھی پوری ہو گئی۔

اور پھر شام کے وقت رات کے اندھیرے ابھی قدم جما ہی رہے تھے کہ عمران کے قدم جولیا کے فلیٹ میں آئے۔ عمران بھی بہت خوش دکھائی دے رہا تھا اس کے باوجود اس کے چہرے پر تھکاوٹ کے آثار موجود تھے۔ اس نے آتے ہی جولیا کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اٹھایا اور اسے چکر دینے لگا۔

"ارے۔ ارے کیا کر رہے ہو ڈیئر میں گر جاؤنگی۔"

"میری زندگی میں تم نہیں گر سکتیں ڈارلنگ۔ میرا سہارا بڑا مضبوط ہے۔"

"میں جانتی ہوں۔ تمہارے بازوؤں میں بے پناہ قوت ہے عمران۔"

"اب یہ قوت میری نہیں جولیا۔ یہ تمہاری امانت ہے۔ صرف تمہاری حفاظت کیلئے میں اسے استعمال کیا کروں گا۔"

"عمران" جولیا نے اس کے سینے پر اپنا سر ٹکا کر کہا "میں ڈرتی ہوں عمران۔ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہی۔ کہیں میرے یہ سپنے آنکھ کھلنے پر ٹوٹ تو نہیں جائیں گے۔"

"نہیں جولیا۔ یہ خواب نہیں۔ حقیقت ہے۔ ایک ٹھوس حقیقت۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم آج رات پچھلے پہر یہ شہر۔ یہ ملک چھوڑ رہے ہیں۔"

"کیا۔۔۔ سچ" جولیا نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات میں کہا۔

"ہاں ڈارلنگ۔ آج میں سارا دن یہاں سے بھاگنے کا انتظام کرتا رہا ہوں۔ تم جانتی ہو ایکسٹو جیسے عیّار انسان کی آنکھوں میں خاک ڈالنا آسان کام تو نہیں۔"

"مجھے بھی آج دن بھر میں کئی مرتبہ خیال آیا تھا عمران۔ میں سوچ رہی تھی کہ ہم خواہ ہوائی جہاز سے جائیں خواہ بحری جہاز سے۔ ایکسٹو ضرور سراغ لگا لے گا۔ شکلیں بدل کر بھی تو اسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔"

"یہی سوال میرے ذہن میں بھی تھا جولیا۔ چنانچہ میں نے اس کا ایک ایسا حل تلاش کر لیا ہے کہ ایکسٹو اور اس کی ساری ٹیم اگر ساری عمر بھی سر پٹختے رہیں تو ہمارا پتہ نہیں لگا سکتے کہ ہمیں زمین نے نگل لیا ہے یا آسمان نے اٹھا لیا ہے۔"

"مجھے یقین ہے عمران۔ کہ تمہارا مقابلہ ایکسٹو بھی نہیں کر سکتا۔"

"نہیں۔ یہ تو خیر نہ کہو۔ آج تک ایکسٹو اپنے اشاروں پر نچاتا رہا ہے۔ اور سچ پوچھو تو جہاں تمہاری محبت ہے وہاں ایکسٹو سے انتقام کا جذبہ بھی کار فرما ہے۔ جب یہاں سے میں اور تم۔ دونوں غائب ہو جائیں گے تو ایک بار تو وہ چکرا کر رہ جائے گا۔"

"ہاں۔ یقیناً چکرائے گا۔ دنیا بھر میں ہمیں تلاش کرے گا اور اگر کبھی۔۔۔ اگر کبھی عمران ہم اس کے قابو آ گئے تو پھر کیا ہو گا۔؟"

"کچھ بھی نہیں ہو گا جولیا۔ ہم اس کے قابو میں نہیں آ سکتے، ہر گز نہیں آئیں گے۔ تم یہ خدشہ اپنے ذہن سے نکال دو کہ وہ ہمیں تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔"

"تو پھر کیا سوچا ہے تم نے عمران۔"

"ہم آج رات کے ٹھیک تین بجے یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ بس ایک چھوٹے اٹیچی میں چند جوڑے کپڑے رکھ لینا۔ لیکن سارے کپڑے دیسی ہی ہوں۔ میرا مطلب ہے کہ قمیض شلوار اور دوپٹے وغیرہ۔ یورپین طرز کا کوئی کپڑا ساتھ نہ لینا۔"

"میں سمجھ گئی۔ تم باہر جا کر مجھے دیسی لڑکی کے روپ میں ہی دیکھنا چاہتے ہو۔"

"بالکل۔ نہ صرف دیسی لڑکی کے روپ میں بلکہ تمہیں ثابت بھی کرنا ہو گا کہ تم میرے ہی ملک کی رہنے والی ہو۔"

"لیکن سوال یہ ہے کہ ہم یہاں سے جائیں گے کیسے۔؟"

عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگا "اگر میں پہلے جیسا عمران ہوتا تو تمہیں کبھی نہ بتاتا تم بنتی ہو کہ اتنا گہرا راز میں کسی قیمت پر بھی نہ بتاتا۔ لیکن اب دوسری بات ہے۔"

"اب کیا بات ہے۔" جولیا نے مسکرا کر پوچھا۔

"اب تو میں تمہاری زلفوں کا اسیر ہو گیا ہوں جولی۔ تمہارے ہر اشارے پر جان نثار کرنے والا تمہارا پروانہ۔ اب تم سے کیسے چھپا سکتا ہوں۔"

جولیا نے جلدی سے عمران کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لے لیا اور اس کی

نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر مسکرائی اور کہنے لگی "سچ عمران مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ تم بدل سکتے ہو"

" رات کے تین بجے تمہیں بالکل یقین آ جائے گا جولیا۔ جب میں تمہیں ان اندھیروں میں چھپا کر یہاں سے دور لے جاؤں گا۔"

" پھر وہی سوال کیسے۔؟"

" میں نے آج ایک لانچ کے مالک سے بات کر لی ہے۔ وہ اکثر یہاں سے غیر قانونی طور پر باہر جانے والے لوگوں کو عرب ریاستوں کے کسی کنارے پر پہنچا دیا کرتا ہے۔ بس ہمارے لئے یہی کافی ہے۔"

" تو کیا ہم پہلے عرب ریاستوں میں جائیں گے۔"

" ہاں۔ فی الحال ہم وہاں ہی جائیں گے اور وہیں رہیں گے۔ جب تک ایکسٹو کی تلاش نہیں ہو جائے گی اس وقت تک وہیں رہیں گے۔ تم جانتی ہو جولیا۔ فی الحال ایکسٹو یہیں اندرون ملک اور بیرون ملک۔ دونوں ہی جگہ تلاش کرے گا اور ملک سے باہر اس کی زیادہ تر توجہ یورپین ممالک یا مشرق کے ممالک کی جانب ہو گی۔ عرب ریاستوں میں ہمارا قیام تو اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں آ سکتا۔ پہلے چار چھ ماہ ہمارے لئے بہترین جائے پناہ یہی ریاستیں ہوں گی۔ پھر وہاں سے ہم کہیں بھی چلے جائیں۔ اور چوری چھپے سمگلنگ والوں کی لانچ میں اس لئے جا رہا ہوں کہ ایکسٹو ایسے تمام لوگوں کی فہرستیں بنا لے گا جو ان دو چار دنوں میں باہر جائیں گے اور ان فہرستوں کے مطابق وہ ہر ایک کے ایڈریس پر چیکنگ کرے گا۔ اگر ہم کسی دوسرے نام سے بھی جائیں تو بھی اسے پتہ چل جائے گا کہ فلاں جوڑا اصل میں تھا۔ لہٰذا عمران جولیا ہی ہو سکتے ہیں اب بتاؤ۔ سمگلنگ والی لانچ کیا ہمارے لئے بہتر نہیں۔"

" مجھ سے اب کچھ بھی نہ کہو عمران۔ میں نے اپنی زندگی کی ڈوری تمہارے ہاتھ میں دے

جہاں لے جاؤ گے تمہارے سائے کی طرح تمہارے ساتھ رہوں گی۔"

" اور میں تمہیں ایسی ایسی جگہوں تک پہنچاؤں گا جولیا ڈارلنگ کہ زندگی بھر یاد رکھو گی" عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بال بگاڑ دیئے اور پھر ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

" میں ٹھیک دو بجے یہاں پہنچ جاؤں گا۔ تیار رہنا۔"

" لیکن تم سامان لیکر ابھی کیوں نہیں آ جاتے۔ دو بجے یہاں سے اکٹھے ہی چلیں گے۔"

" نہیں۔ ممکن ہے صفدر وغیرہ میں سے کوئی چکر لگاتا ادھر آ نکلے۔ مجھے یہاں دیکھ کر خواہ مخواہ شک میں مبتلا ہو جائیں۔ اس وقت میں اپنے فلیٹ پر ہی جا رہا ہوں۔ آتے وقت ٹیکسی لیتا آؤں گا۔"

جولیا شش و پنج میں تھی کہ کہیں یہ بھی عمران کا مذاق ہی نہ ہو۔ کبھی اس کا دل چاہتا کہ چھوٹے اٹیچی میں کپڑے رکھ لے اور پوری تیاری کر لے۔ کبھی وہ سوچتی کہ اگر عمران نہ آیا تو پھر وہ اسے منہ بھی نہیں دکھا سکے گی۔ ممکن ہے ایکسٹو ہی نے اپنے ماتحتوں کی وفاداریاں آزمانے کیلئے یہ سارا جال بچھایا ہو۔ اگر ایکسٹو نے یہ جال بچھایا ہے تو پھر.... اس کی سزا سے بچنا محال ہے۔ پھر وہ سوچتی کہ نہیں۔ عمران نے اس قسم کا مذاق پہلے کبھی نہیں کیا۔ حالانکہ وہ خود باتوں ہی باتوں میں اپنے پیار کا اظہار کئی مرتبہ کر چکی ہے لیکن اس معاملے میں عمران نے کبھی حوصلہ افزائی نہیں کی اور اب.... اب تو وہ واقعی بدل گیا ہے۔ مگر ایسی تبدیلی نہ آئی ہوتی تو نہ عمران اس کے ساتھ پیار کرتا اور نہ اس کا پیار وصول کرتا۔ وہ کافی دیر تک سوچتی رہی اور بالآخر اس نے فیصلہ کر لیا کہ اٹیچی میں کپڑے رکھنے میں حرج ہی کیا ہے۔ اس نے اٹھ کر تیاری شروع کر دی۔ فلیٹ میں بکھری ہوئی ضروری چیزیں اٹھا کر اس نے ایک کمرے میں رکھ دیں۔ اپنی تمام قیمتی اور ضروری اشیاء اس نے بڑے بکس میں بند کر کے یہ سوچ کر رکھ دیا کہ اگر کبھی قسمت میں یہ چیزیں ہوں گی تو مل جائیں گی۔ پھر اس نے غسل کیا اور گہرے سبز رنگ کی قمیض سبز رنگ کی شلوار اور دوپٹہ نکال کر علیحدہ رکھ لیا تاکہ جاتے وقت پہن سکے۔ وہ ذہنی طور پر تو پہلے ہی تیار تھی۔ اس نے عملی تیاری بھی کر لی اور دل ہی دل میں دعائیں مانگنے لگی کہ خدا کرے یہ عمران کا مذاق نہ ہو۔

رات کے دو بجے عمران ایک ٹیکسی لے کر پہنچ گیا تھا۔ جولیا جاگ رہی تھی۔ پہلی گھنٹی پر ہی اس نے دروازہ کھول دیا۔

"تم آ گئے ڈیئر۔"

"ہاں۔ کیا تم نے تیاری مکمل کر لی۔ نیچے ٹیکسی کھڑی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں لباس تبدیل کر لوں۔"

"گڈ۔ تم لباس تبدیل کرو۔ اتنی دیر میں تمہارا اٹیچی میں نیچے ٹیکسی میں رکھتا ہوں" عمران نے اس کا اٹیچی اٹھا لیا۔ اور نیچے چلا گیا۔ جولیا نے جلدی جلدی لباس تبدیل کیا۔ اس کے پاس فلیٹ میں صرف دو ہزار روپے تھے۔ وہ اس نے اپنے پرس میں احتیاطاً رکھ لئے۔ چھوٹا سا ریوالور تو پہلے ہی اس پرس کے ایک خاص خانے میں موجود رہتا تھا۔ اس لئے اس کی تلاش کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ پھر اس نے تمام کمروں کو اندر سے بند کر کے ایک کمرے کے باہر تالہ لگا دیا۔ اپنے فلیٹ پر ایک الوداعی نگاہ ڈالی اور بیرونی کا دروازہ مقفل کر کے نیچے چلی آئی۔ جہاں ایک ٹیکسی موجود تھی اور عمران ٹیکسی کی پچھلی نشست پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جولیا بھی اس کے ساتھ ہی پچھلی نشست پر بیٹھ گئی اور ٹیکسی ساحل سمندر کی جانب روانہ ہو گئی۔

"فلیٹ کی چابیاں"۔ عمران کو چابیاں دکھاتے ہوئے جولیا نے پوچھا۔

"فی الحال انہیں اپنے پرس میں ہی رکھ لو۔"

جولیا نے چابیاں پرس میں رکھ لیں اور رات کے اندھیروں میں اس شہر کے بازار اور کشادہ سڑکیں دیکھنے لگی جہاں اس نے اپنی زندگی کے چند بہترین سال گزارے تھے۔ وہ ان سارے مناظر کو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ پتہ نہیں زندگی میں دوبارہ اس شہر میں آ بھی سکے گی یا نہیں۔ اس شہر نے اسے عزت دی تھی۔ تحفظ دیا تھا۔ دولت دی تھی اور پیارے ساتھی دیئے تھے۔ اسے اس شہر سے اتنا ہی پیار تھا جتنا کسی انسان کو اپنے وطن سے ہو سکتا ہے۔ اور اب وہ اس شہر سے جا رہی تھی۔ پتہ نہیں کہاں۔ پتہ نہیں کتنی مدت کیلئے۔

دانش بندرگاہ سے قریباً تین میل دور ساحل سمندر پر اس جگہ کھڑی تھی جہاں میدان ختم ہو جاتا تھا اور پہاڑیاں شروع ہوتی تھیں۔ پختہ سڑک جس پر ان کی ٹیکسی آئی تھی وہ اس دارالحکومت سے ایک دوسرے صوبے تک پہاڑوں کے اندر ہی اندر چلی آئی تھی۔ ساحل تک جانے کیلئے انہیں کم از کم تین فرلانگ کا فاصلہ پیدل ہی طے کرنا تھا۔ ٹیکسی انہوں نے سڑک پر ہی روک دی۔ دونوں اٹیچی اٹھائے اور سمندر کی جانب روانہ ہو گئے۔ اب جولیا کو یقین آتا جا رہا تھا کہ عمران واقعی سنجیدہ ہے۔ اس نے مذاق نہیں کیا بلکہ حقیقتاً یہ ملک چھوڑ رہا ہے۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ زندگی کا باقی حصہ عمران اس کا بن کر رہے گا اور اس یقین کے ساتھ ہی وہ خوشیوں کے جھولے جھولنے لگی تھی۔ بات بات پر مسکراتی تھی اور قہقہے لگاتی تھی۔ یہ تین فرلانگ کا پہاڑی راستہ اس نے اس طرح طے کیا جیسے وہ مال روڈ پر شام کے وقت چہل قدمی کر رہی ہو۔ اسے احساس بھی نہیں ہوا کہ اس نے ایک اٹیچی اٹھایا ہوا ہے۔ وہ اس ملک سے غیر قانونی طور پر باہر جا رہی ہے اس کا آئندہ سفر مصیبتوں اور صعوبتوں سے پُر ہو گا۔ اسے کسی چیز کا احساس نہیں تھا۔ اگر احساس تھا تو صرف یہ کہ عمران اس کے ساتھ ہے اور زندگی بھر اس کے ساتھ رہے گا۔

پہاڑی راستوں کی آخری چٹان جب وہ عبور کر گئے ایک چھوٹے سے ٹیلے کی جانب بڑھے جو ان پہاڑوں اور سمندر کی لہروں کے درمیان حائل تھا تو اچانک اس ٹیلے کی اوٹ سے ایک سایہ باہر نکلا اور ان کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ تاروں کی مدھم روشنی میں اس سائے کے ہاتھ میں سٹین گن صاف دکھائی

دے رہی تھی۔

”ٹھہرو۔ تم کون لوگ ہو۔“

”مسافر۔“ عمران نے اطمینان سے جواب دیا۔

”کہاں جا رہے ہو۔“

”زندگی کی منزل تک۔“ عمران نے جواب دیا۔ غالباً اس لانچ میں سوار ہونے والوں کیلئے یہی کوڈ ورڈز مقرر کئے گئے تھے۔

”تمہارا نمبر۔“

”گیارہ اور بارہ۔“

”ایک منٹ۔“ اس سائے نے جواب دیا اور پھر اپنی جیب سے ایک کاغذ اور ٹارچ نکال کر کاغذ پر ٹارچ کی روشنی ڈالی۔ پھر اس نے ایک لمحہ کیلئے روشنی ان دونوں کے چہروں پر ڈالی۔

”مسٹر اینڈ مسز عمران۔“

”ہاں۔“

”خوش آمدید مسٹر اینڈ مسز عمران۔“ ”ٹیلے کے اس پار ایک کشتی موجود ہے۔ وہ آپ کو لانچ تک پہنچا دے گی۔“

”شکریہ دوست۔ کیا باقی لوگ سب آ گئے ہیں۔“

”نہیں۔ ابھی تین چار ساتھی نہیں آئے۔ صرف پندرہ منٹ مزید انتظار کیا جائے گا اور پھر روانگی ہو گی۔“

عمران اور جولیا نے اپنے اٹیچی زمین پر رکھ دیئے تھے۔ اجازت ملتے ہی انہوں نے دوبارہ اٹھائے اور ٹیلہ عبور کر کے کشتی تک پہنچ گئے۔ کشتی والوں نے کسی قسم کا کوئی سوال نہیں کیا۔ جونہی

یہ دونوں کشتی میں سوار ہوئے۔ انہوں نے کشتی کے چپو چلانا شروع کر دیئے۔ لانچ زیادہ دور نہیں تھی۔ اس کے قریب پہنچ کر کشتی رک گئی۔ اور یہ دونوں لانچ میں پہنچ گئے۔ ان دونوں کے اٹیچی لانچ کی زیر آب منزل میں رکھ دیئے گئے۔ زیر آب منزل میں کمرے بھی بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ ان دونوں کو ایک کیبن دے دیا گیا۔ لیکن انہوں نے باہر وقت گزارنا ہی مناسب سمجھا تھا۔ چنانچہ اپنا کیبن بند کر کے یہ اوپر آ گئے۔

پندرہ منٹ کے بعد کشتی دوبارہ لانچ کے قریب پہنچی۔ اس وقت چار مسافر لانچ میں آئے تھے۔ غالباً سارے مسافر آ چکے تھے اس لئے لانچ نے انتظار نہیں کیا۔ اس نے اپنے سفر کا آغاز کر دیا تھا لانچ میں سوار مسافروں کی کل تعداد پندرہ تھی جن میں چودہ مرد تھے اور صرف جولیا ہی واحد لڑکی تھی۔ لانچ کے عملے کی تعداد پانچ تھی۔ اس طرح اس لانچ میں کل بیس نفوس سوار تھے اور یہ لانچ انتہائی تیز رفتاری سے کھلے سمندر میں آگے بڑھنے لگی تھی۔

لانچ پر مکمل اندھیرا تھا البتہ زیر آب منزل میں روشنی تھی۔

رات کا باقی ماندہ حصہ لانچ سفر کرتی رہی اور ساحل سمندر سے پچاس میل دور کھلے سمندر میں پہنچ گئی۔ راستہ میں کسی گشتی لانچ نے اسے چیک نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ سمگلر بحری پولیس سے ملے ہوئے ہوں۔ بہرحال صبح سورج طلوع ہونے تک سفر بخیر و خوبی ہوتا رہا۔ اور جب دن کی روشنی پھیلی اور سمندر کی شور مچاتی لہروں کے سینہ پر آفتاب کی سنہری کرنیں چمکنے لگیں تو لانچ کے کپتان نے بلند آواز میں ایک حکم سنایا۔

”دوستو! تم سب جانتے ہو کہ ہم غیر قانونی طور پر سفر کر رہے ہیں۔ ہم رات کے وقت ہی سفر کیا کرتے ہیں۔ دن کے وقت ہماری لانچ مچھلیاں پکڑنے کا کام سرانجام دیا کرتی ہے۔ تاکہ کسی کو شک نہ ہو سکے۔ لہٰذا تمام دوستوں سے درخواست ہے کہ اب وہ نیچے زیر آب حصے میں چلے جائیں۔ وہاں روشنی

اور ہوا کا معقول انتظام ہے۔ آپ حضرات کی دلچسپی کیلئے وہاں سارا سامان موجود ہے۔ سارا دن آپ لوگ وہاں گذاریں گے۔ تاکہ اگر کوئی بحری پولیس کی کشتی ادھر آنکلے اور وہ ہماری لانچ چیک بھی کرے تو اسے یہی یقین ہو کہ ہم صرف مچھلیاں پکڑنے کیلئے ادھر آئے ہیں۔ آپ لوگ اطمینان رکھیں۔ نیچے زیر آب حصے میں گشتی پولیس کا کوئی سپاہی نہیں جا سکتا۔ کیونکہ دن بھر یہ راستہ بند کر دیا جاتا ہے اور کسی کو شک و شبہ تک نہیں ہو سکتا کہ اس لانچ کے نیچے بھی انسان موجود ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ حضرات ہمارے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے کیونکہ اسی میں ہماری اور آپ کی سلامتی ہے۔"

کسی مسافر نے کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا کیونکہ سارے مسافر ہی قانون کے مجرم تھے۔ لہٰذا تعاون نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ویسے بھی یہ سب رات بھر کے جاگے ہوئے تھے غالباً انہوں نے یہی سوچا ہو گا کہ دن بھر نیچے سوتے رہیں گے۔ لہٰذا باری باری سب ہی اٹھے اور سیڑھیاں اتر کر زیر آب حصے میں پہنچ گئے۔

نیچے ایک جانب کیبنوں کی قطار تھی۔ ہر کیبن میں دو دو مسافروں کی رہائش کا انتظام تھا۔ ان کیبنوں کی قطار کے سامنے ایک پندرہ فٹ چوڑا اور پچیس فٹ لمبا ہال نما کمرہ بنا ہوا تھا جس میں میز اور کرسیاں موجود تھیں۔ ایک کونے میں چھوٹی سی کینٹین تھی جہاں سے نقد ادائیگی پر مشروبات وغیرہ مل سکتے تھے۔ کھانا بھی یہاں قیمتاً ہی ملتا تھا۔ اس کے علاوہ دو چار قسم کی انگلش شرابیں بھی مل سکتی تھیں۔ البتہ تاش یا دوسری ان ڈور کھیلوں کا سامان مفت مل جاتا تھا اور کھیل ختم کرنے کے بعد وہ واپس کرنا پڑتا تھا۔ اس ہال سے ملحق باتھ روم وغیرہ تھے۔ غرضیکہ زیر آب منزل میں یہ ایک چھوٹی سی دنیا تھی اور لانچ کے مالکان نے کوشش یہ کی تھی کہ مسافروں کی روزمرہ کی ضروریات پوری ہوتی رہیں اور کسی گھٹن کا احساس نہ ہو۔ اور وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب رہے تھے کیونکہ پندرہ مسافروں میں سے کسی نے بھی اس احساس کا اظہار نہیں کیا تھا کہ دن بھر زیر آب منزل میں مقید

رہنے سے ناگوار محسوس ہوا ہو۔ سب لوگ ہی خوش و خرم تھے اور ایک دوسرے سے اس طرح گھل رہے تھے جیسے مدتوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔ حالانکہ ان کی یہ شناسائی چند گھنٹوں سے زیادہ نہ تھی۔ دو چار نوجوان تو اپنے اپنے کیبنوں میں چلے گئے۔ اور بے فکری سے گہری نیند سو گئے۔ البتہ باقی لوگ ریکریشن روم میں بیٹھ کر اپنی اپنی دلچسپیوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ بعض نے ناشتہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ بعض کوئی مشروب پی رہے تھے اور بعض ایسے بھی تھے جو محض سگریٹ پی رہے تھے اور دوسروں کے مشاغل دیکھ رہے تھے۔

عمران اور جولیا بھی ایک میز پر بیٹھے کافی کی چسکیاں لے رہے تھے۔ جولیا بے انتہا خوش تھی اس کی آنکھوں میں مسرتوں کے چراغ روشن تھے اور وہ بار بار عمران کی جانب دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ قریب ہی ایک میز پر دو نوجوان بیٹھے گہری نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے اور آپس میں آہستہ آہستہ باتیں بھی کر رہے تھے۔ البتہ تین میزیں چھوڑ کر ایک نوجوان ٹکٹکی لگائے متواتر جولیا کو گھور رہا تھا جیسے اس کی دلچسپی کی چیز پورے ریکریشن روم میں محض جولیا ہی تھی۔ اس نے اپنے سامنے سوڈا کی بوتل اور شراب کا ایک پیگ رکھا ہوا تھا۔ اور سگریٹ کا دھواں فضا میں اڑا رہا تھا۔ جولیا کی نگاہ ابھی تک اس پر نہیں پڑی تھی وہ عمران ہی کو دیکھ دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"عمران۔ ہمارا سفر کتنے دنوں میں ختم ہو گا۔؟"

"غالباً تین دن تک جاری رہے گا۔ کیوں۔؟ کیا تم اکتا گئی ہو۔؟"

"نہیں۔ بلکہ میں تو دعا کر رہی ہوں کہ کاش ساری زندگی ایسا ہی سفر جاری رہے۔" جولیا نے مسکرا کر جواب دیا اور عمران ہنسنے لگا۔

"تمہاری یہ دعا قبول نہیں ہو گی جولی ڈارلنگ۔ اس لئے کہ تین دن کے بعد ہم منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔"

"کوئی حرج نہیں۔ اب میں کسی نئی دعا کے متعلق سوچوں گی۔"

"ضرور۔ لیکن منزل تک پہنچنے کے بعد۔ اس وقت تو صرف یہی دعا کرو کہ کوئی گشتی پولیس کا دستہ ادھر نہ آجائے۔"

"بالکل نہیں آئے گا عمران۔ بے فکر رہو۔ اور اگر آیا بھی تو بچ کر نہیں جا سکے گا۔"

"ظاہر ہے۔ تمہاری نگاہوں کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔" عمران نے مسمسی سی آواز میں کہا اور جولیا شریر کہہ کر مسکرا دی۔..... قریبی میز پر موجود دو نوجوان بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک اٹھ کر ان کی میز کے پاس آیا اور مودب لہجے میں پوچھنے لگا۔ "کیا مجھے یہاں بیٹھنے کی اجازت ہے جناب!"

جولیا نے گھور کر اس کی جانب دیکھا۔ غالباً وہ اپنے حسین خیالوں کی دنیا میں اس مداخلت کو پسند نہیں کرتی تھی..... کہنے لگی "آپ غالباً ساتھ والی میز پر بیٹھے ہوئے تھے؟"

"جی ہاں۔ میں اور میرا ساتھی ساتھ والی میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ صرف چند لمحے آپ حضرات سے ایک مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔"

"کوئی حرج نہیں۔ تشریف رکھئے۔" عمران نے جواب دیا۔

وہ نوجوان نہ صرف خود ہی بیٹھ گیا بلکہ اس نے اپنے ساتھی کو بھی بلا لیا۔ اور پھر عمران کی جانب دیکھ کر کہنے لگا "جناب۔ ہم ایک بار پھر تکلیف کیلئے معافی چاہتے ہیں۔ لیکن معاملہ ہی ایسا تھا کہ"......

"کیسا معاملہ۔ خیریت تو ہے۔" عمران نے آگے جھکتے ہوئے کہا۔

"جی دراصل بات یہ ہے کہ مجھے آپ حضرات بہت شریف انسان دکھائی دیتے ہیں۔ شرافت کی یہی نشانی ہے کہ آپ دوسروں کو بھی اپنے جیسا شریف سمجھ کر اپنی بیگم صاحبہ کو ساتھ لے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ دنیا اتنی شریف نہیں ہے جتنی کہ آپ سمجھ رہے ہیں۔"

"میں ابھی تک آپ کا مطلب نہیں سمجھ سکا مسٹر"......

"میرا نام جاوید ہے جناب اور یہ میرا دوست ہے۔ اس کا نام اختر ہے۔ ہم دونوں قسمت آزمائی کیلئے مغربی ریاستوں میں جا رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن اس میں شرافت کا ذکر تو کہیں نہیں۔"

"وہ دراصل بات یہ ہے کہ اسی لانچ پر چار پانچ نوجوان ایسے ہیں جو رات ہی سے آپ کی بیگم صاحبہ پر بری نگاہ ڈال رہے ہیں۔"

"مسٹر جاوید۔ ذرا وضاحت فرما دیں۔" عمران نے کہا۔

"جی وہ رات کے وقت ہم سب اوپر ہی لیٹے ہوئے تھے۔ ہمارے قریب ہی چار پانچ نوجوانوں کی ایک ٹولی تھی۔ انہوں نے آپ کے ہمراہ آپ کی بیگم صاحبہ کو بھی دیکھا تھا۔ اس وقت آپ دونوں ان سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھے اور ایک جگہ بیٹھے سمندر کی جانب دیکھ رہے تھے۔ وہ نوجوان مشورہ کر رہے تھے کہ ہر صورت میں آپ کی بیگم صاحبہ کو حاصل کر کے رہیں گے۔ ان میں سے ایک جو اس وقت بھی چار پانچ میز چھوڑ کر بیٹھا آپ کی بیگم صاحبہ کو متواتر گھور رہا ہے۔ وہ تو ضرورت سے زیادہ ہی بے چین تھا اور رات ہی اپنا مقصد پورا کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے ساتھیوں نے سمجھایا کہ لانچ پر پہلی رات ہے اور پہلی ہی رات میں ہنگامہ ٹھیک نہیں ہوگا لہٰذا وہ مجبوراً خاموش رہا۔ تاہم انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ لانچ سے اترتے ہی سب سے پہلا کام وہ یہی کریں گے کہ آپ کی بیگم صاحبہ کو آپ سے چھین کر بھاگ جائیں گے۔"

"کیا آپ دونوں بھی ان کے ساتھی ہیں۔" عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ اگر ہم ان کے ساتھی ہوتے تو اس طرح آپ کو اطلاع نہ دیتے۔ دراصل ہمیں آپ کی شرافت پر ترس آگیا اور ہماری حمیت نے یہ گوارا نہ کیا کہ پردیس میں ہمارے ملک کے ایک نوجوان پر اس قسم افتاد پڑے اس لئے آپ کو آگاہ کر دینا اپنا اخلاقی فرض سمجھ کر یہ اطلاع آپ کو دے رہے ہیں۔ ویسے جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم دونوں بھی انشاء اللہ آپ کے قریب ہی رہیں گے۔ اگر انہوں نے اس قسم کی کوئی حرکت کی تو پھر

انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔"

"آپ دونوں حضرات کا بہت بہت شکریہ جناب۔ جب ایسا وقت آئے گا تو دیکھ لیں گے کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے؟" عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ شکریہ۔ ابھی ہم نے چائے پی لی ہے۔ اب اجازت دیجیئے۔ ہمارے کیبن کا نمبر ۱۵ ہے۔" اتنا کہہ کر ان دونوں نے عمران کے ساتھ مصافحہ کیا اور ریکریشن ہال سے باہر نکل گئے۔ غالباً اپنے کیبن میں آرام کرنے کیلئے چلے گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد عمران اور جولیا نے کنکھیوں سے اس نوجوان کی جانب دیکھا جو اس وقت بھی جولیا ہی کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔

"واہ ری قسمت۔ رقیب بھی پیدا ہو گئے۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"ایسے رقیبوں کا علاج میں خوب جانتی ہوں ڈیئر۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر کہو تو ابھی اٹھ کر اسے جوتے لگا دوں۔"

"نہیں۔ ہنگامے کی ابتدا ان ہی کی جانب سے ہونی چاہیئے۔ ویسے تم ان سب کو بلدی باری آنکھ کیوں نہیں مار دیتیں۔ یا مسکرا کر بجلی کیوں نہیں گرا دیتیں ان پر۔ خود ہی تڑپ تڑپ کر مر جائیں گے۔"

"بقول جاوید اختر۔ تڑپ تو وہ اس وقت بھی رہے ہیں۔" جولیا نے مسکرا کر جواب دیا۔ پھر کہنے لگی "ویسے عمران۔ تمہارے ملک کی ایک عادت مجھے پسند نہیں آئی۔"

"کیا۔؟"

"یہی کہ ہر نوجوان جہاں بھی کسی نوجوان لڑکی کو دیکھتا ہے بس دیکھتا ہی رہتا ہے۔ جیسے اس سے پہلے اس نے کبھی کسی لڑکی کو دیکھا ہی نہ ہو حالانکہ ہمارے ہاں ایسا نہیں ہوتا۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں آزادی سے پھرتے ہیں لیکن اس قسم کی حرکتیں نہیں کرتے۔"

"ہاں۔ ہمارے نوجوانوں میں یہ عادت واقعی بری ہے۔ لیکن اس کی ایک خاص وجہ ہے جولیا ڈارلنگ۔"

"کیا۔؟"

"وہ یہ کہ تمہارے ہاں لڑکوں اور لڑکیوں کے میل جول اور باہمی ملاپ پر کوئی پابندی نہیں۔ ہر لڑکا ہر لڑکی جسے پسند کرے اس سے سرِ عام مل سکتا ہے۔ اسے اپنے والدین سے ملاتا ہے اور اپنی اس دوستی کو چھپانے کی بجائے اس پر فخر کرتا ہے۔ یعنی لڑکوں اور لڑکیوں کا ملاپ وہاں عام ہے۔ اور جب کوئی چیز سرِ عام ہو جائے تو پھر اس پر خصوصی توجہ نہیں دی جاتی۔ اس کے برعکس ہمارے ہاں لڑکیوں پر معاشرہ کی جانب سے کچھ پابندیاں ہیں۔ وہ سرِ عام کسی نوجوان لڑکے سے نہیں مل سکتیں۔ اول تو انہیں بوائے فرینڈ بنانے کی معاشرہ نے اجازت ہی نہیں دی اور اگر کوئی لڑکی کوئی بوائے فرینڈ بنا لیتی ہے تو پھر اسے سب سے چھپا کر رکھتی ہے۔ والدین کے پاس ذکر کا تو سوال ہی نہیں۔ دنیا بھر کی نگاہوں سے چھپ کر اسے ملتی ہے۔ اس طرح ہمارے ہاں یہ ملاپ عام نہیں بلکہ بالکل نہیں۔ اور تم جانتی ہو کہ جو چیز نایاب ہو۔ اس کے پیچھے ہر انسان بھاگتا ہے۔ بس یہی ایک وجہ ہے کہ ہمارے نوجوان جب کسی نوجوان اور خوب صورت لڑکی کو سرِ عام دیکھتے ہیں تو دیکھتے ہی رہتے ہیں۔ ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے حاصل کر لیا جائے۔ اکثر صرف خواہش کر کے ہی رہ جاتے ہیں اور چند ایک جرأت سے کام لے کر حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے عمران۔ غالباً یہی سبب ہو گا۔ ویسے کیا معاشرہ کے نوجوان طبقہ پر یہ زیادتی نہیں"

"نہیں۔ یہ اخلاقی پابندیاں ہمارے معاشرہ کو بہت سی خرابیوں سے بچاتی ہیں۔ ویسے تم چاہو تو اس نوجوان کو مل سکتی ہو وہ اب بھی تمہاری جانب ہی دیکھ رہا ہے۔"

"اس نوجوان سے تو ایسا ملوں گی کہ ساری عمر یاد رکھے گا۔" جولیا نے دانت پیس کر کہا اور پھر عمران کے ساتھ اٹھ کر اپنے کیبن میں چلی گئی۔

★ ——— ★

تیسرے دن آدھی رات کے وقت ان کی لانچ منزلِ مقصود پر پہنچ گئی۔ یہ ایک ویران ساحل تھا۔ ارد گرد کسی قسم کی آبادی کے آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ دور دور تک کسی قسم کی کوئی روشنی نہیں تھی۔ البتہ ریت ہی ریت تاروں کی مدھم چھاؤں میں پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ کوئی درخت نہیں تھا البتہ ریت کے ٹیلے موجود تھے۔ لانچ کے کپتان نے لانچ ساحل کے قریب کھڑی کر کے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔ "دوستو۔ آپ سب منزلِ مقصود پہ پہنچ گئے ہیں۔ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ یہاں سے بارہ میل دور ایک قصبہ ہے۔ یہ سفر اگر آپ لوگ رات کے وقت کریں تو آپ کیلئے زیادہ مناسب رہے گا۔ کیونکہ اوّل تو رات کے وقت کوئی چیکنگ والا آپ کو نہیں ملے گا۔ دوسرے آپ لوگ دن کی دھوپ سے بچ جائیں گے۔ یہاں سے آپ سیدھے مغرب کی جانب بڑھتے رہیں۔ میرا خیال ہے کہ دن کی روشنی سے پہلے آپ لوگ قصبے میں پہنچ جائیں گے۔ خدا آپ کو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔"

سب لوگ اپنا اپنا سامان لے کر ساحل پر اتر گئے تھے۔ پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے لانچ واپس مڑ

گئی تھی اور گہرے سمندر میں چلی گئی تھی۔

سب لوگ ابھی تک ساحل پر کھڑے تذبذب کی حالت میں تھے کہ اجنبی سرزمین پر سفر کریں یا نہ کریں۔ ہر ایک کے پاس تھوڑا بہت سامان بھی تھا۔ کسی کے پاس اٹیچی تھا، کسی کے پاس بیگ تھا اور کسی کے پاس چھوٹی سی گٹھڑی۔ ایک دو ہی ایسے تھے جو خالی ہاتھ تھے۔ جاوید اور اختر۔ دونوں کے پاس ایک بڑے سائز کا اٹیچی تھا۔ غالباً دونوں دوستوں نے باہمی مشورے سے ایک ہی اٹیچی میں سامان رکھ لیا تھا تاکہ اٹھانے میں سہولت رہے۔ جولیا اور عمران بھی اپنا اپنا اٹیچی قدموں کے قریب رکھے ابھی تک کھڑے سوچ رہے تھے۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ پہلے بھی کبھی یہاں آئے ہیں۔" جاوید نے قریب آ کر پوچھا۔

"نہیں یار۔ پہلی مرتبہ ہی یہاں آیا ہوں۔"

"ہمارا بھی یہی حال ہے۔ ہم تو یہاں کی زبان بھی نہیں جانتے۔ پتہ نہیں آئندہ کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

"زبان تو میں جانتا ہوں یار۔ لیکن صرف زبان جاننے سے کیا حاصل ہوگا۔ واقفیت بالکل نہیں ہے۔ بہرحال جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ ہمیں اپنا سفر شروع کر دینا چاہئے ورنہ دن کے وقت ہم کسی مشکل میں بھی گرفتار ہو سکتے ہیں۔"

"تو آئیے چلیں۔ دوسرے لوگ پتہ نہیں کیا سوچ رہے ہیں۔" اختر نے پہلی بار اس گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا تھا۔

"دوسروں سے ہمیں کیا۔ آؤ ہم چلتے ہیں۔" عمران نے اٹیچی اٹھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے بھی اٹیچی اٹھا لیا تھا۔ پھر یہ چاروں یعنی عمران، جولیا، جاوید اور اختر۔ کیپٹن کی ہدایات کے مطابق مغرب کی جانب روانہ ہو گئے تھے۔ دوسرے لوگوں نے جب دیکھا کہ چار آدمیوں نے سفر شروع کر دیا ہے تو ان میں

سے بھی اکثر نے اپنا اپنا سامان اٹھایا اور ان کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ رات کے اندھیروں میں یہ قافلہ اپنی منزل کی جانب قدم بڑھانے لگا تھا۔

دو گھنٹے تک یہ لوگ متواتر سفر کرتے رہے۔ اور ان دو گھنٹوں کی طویل مسافت میں انہیں ریت کے علاوہ راستہ میں کوئی دوسری چیز دکھائی نہیں دی۔ کبھی انہیں ریت کے بلند ٹیلوں پر چڑھنا پڑتا۔ کبھی ریتلے میدان میں بڑھنا پڑتا۔ ریت نرم تھی اور ان کے قدم ریت میں دھنس رہے تھے لیکن یہ لوگ دو گھنٹے تک متواتر بڑھتے رہے۔ اور پھر عمران نے ایک ٹیلے کی چوٹی پر پہنچ کر اپنا اٹیچی رکھ دیا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ جولیا کی سانسیں پھول گئی ہیں۔ اور آرام کئے بغیر وہ آگے نہیں بڑھ سکتی۔ لہٰذا اس نے یہی مناسب سمجھا کہ کچھ دیر تک سستا لے۔ اس کے رکتے ہی باقی لوگ بھی رک گئے تھے۔ عمران نے ان سب کو بلند آواز میں کہا۔ "دوستو ہم کچھ دیر یہاں آرام کریں گے۔ آپ حضرات آگے بڑھتے رہیں ویسے بھی ہم اتنے آدمیوں کا اکٹھے کسی قصبہ میں داخل ہونا قرین مصلحت نہیں۔ کسی بھی پولیس والے کو شک ہو سکتا ہے۔"

"ہم تو جا رہے ہیں بھئی۔ جس نے ہمارا ساتھ دینا ہو [illegible] ئے" ایک نوجوان نے بلند آواز میں کہا۔ جو سارا راستہ جولیا کو گھورتا آیا تھا اس کے ساتھی بھی [illegible] ہی روانہ ہو گئے اور ان کو دیکھ کر باقی لوگ بھی آگے بڑھ گئے۔ ٹیلے پر صرف عمران، جولیا، جاوید اور اختر ہی رہ گئے تھے۔ جولیا تو ٹھنڈی ریت پر بیٹھ گئی تھی۔ باقی تینوں بھی وہیں بیٹھ گئے۔ جاوید نے سگریٹ سلگایا اور اس کے لمبے کش لگانے لگا۔

"عمران صاحب۔ ایک سوال پوچھوں۔" جاوید نے کہا۔

"پوچھ لو یار۔ لیکن سوال زیادہ مشکل نہیں ہونا چاہیئے ورنہ مجھے کوئی نمبر نہیں ملے گا۔" جاوید عمران کا جواب سن کر ہنس دیا اور کہنے لگا "نہیں زیادہ مشکل نہیں ہے

"تو پھر ضرور پوچھ لو۔"

"میں دراصل یہ پوچھنا چاہتا تھا عمران صاحب کہ آپ اس مصیبت میں اپنی بیگم صاحبہ کو اپنے ساتھ کیوں لے آئے ہیں۔ کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ پہلے تنہا آتے۔ جب یہاں کوئی کام مل جاتا تو انہیں بھی بلا لیتے۔"

"یہ سوال تو بہت مشکل ہے یار۔ بہرحال جواب دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ دراصل ہم دونوں آئے نہیں بلکہ بھیجے گئے ہیں۔ بلکہ نکالے گئے ہیں۔"

"کیا مطلب ہے۔"

"مطلب بہت آسان ہے۔ ہماری شادی کو چار سال ہوئے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں انسان کا بچہ تو ایک طرف۔ چڑیا کا بچہ بھی نہیں ہوا۔ ابا جان چاہتے ہیں کہ جلد از جلد کوئی وارث پیدا ہو جائے۔ امی جان کو بھی یہی شوق ہے۔ دراصل تم جانتے ہو جاوید کہ جب والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں تو پھر وہ پوتے اور پوتیوں کو گود میں کھلانے کا شوق پورا نہیں ہو رہا تھا۔"

"ہوں۔ اب سمجھ گیا۔ یہی سنے وہ چاہ [illegible] گے کہ آپ دوسری شادی کر لیں۔"

"ارے واہ۔ تم تو [illegible] کا علم بھی جانتے ہو یار۔ ابا [illegible] یہی چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے انہوں نے مجھے بہت مجبور کیا۔ لیکن میں نے ہر بار صاف صاف انکار کر دیا۔"

"اوہ انہوں نے آپ کو گھر سے نکال دیا۔" اختر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ بلکہ ہم خود ہی نکل آئے۔"

"آپ کے والد صاحب کیا کام کرتے ہیں عمران صاحب۔"

"یار میرے والد صاحب بہت بڑے آدمی ہیں۔ ان کا جوتوں کا بہت وسیع کاروبار ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ وہ جوتے فروخت کم کرتے ہیں اور مارتے زیادہ ہیں۔"

" اوہ سخت طبیعت کے انسان ہیں۔" جاوید اور اختر دونوں کھلکھلا کر ہنس دیئے تھے اور جولیا بھی عمران کی باتوں پر مسکرا رہی تھی۔

" بہت سخت بلکہ بہت ہی سخت طبیعت کے انسان ہیں یار۔ اب تم ہی اندازہ لگالو کہ میرے سر پر انہوں نے کم از کم بارہ جوڑے جوتے توڑے ہوں گے۔ شکر ہے کہ ان کا جوتا یہاں تک نہیں پہنچ سکتا ورنہ اس ٹھنڈی ٹھنڈی ریت پر گرم گرم جوتے۔ واہ وا۔ مزہ آجاتا مجھے گھر سے بھاگنے کا۔"

" اب آئندہ آپ کا کیا پروگرام ہے۔ عمران صاحب۔"

" کچھ نہیں۔ ملازمت کی تلاش کریں گے۔ میری بیگم بھی پڑھی لکھی ہے۔ ہم دونوں ہی ملازمت کریں گے اور باقی زندگی انہی ریگستانوں میں گزار دیں گے۔"

" ٹھیک ہے۔ ہمیں بھی کہیں چھوٹی موٹی ملازمت دلا دینا عمران صاحب۔ آپ تو یہاں کی زبان سمجھتے ہیں۔ ہمیں تو وہ بھی نہیں آتی۔"

" فکر نہ کرو یار۔ اگر مجھے کوئی جگہ مل گئی تو تم دونوں کیلئے بھی پوری پوری کوشش کروں گا۔ ویسے بھی پردیس میں اگر دو چار دوست اکٹھے ہوں تو زندگی باآسانی گزر جاتی ہے۔ قصبے میں جاتے ہی ہم کرائے پر کوئی مکان لے لیں گے اور کام کی تلاش شروع کر دیں گے۔"

" لیکن عمران صاحب۔ ہمارے پاس تو اتنا پیسہ نہیں ہے۔ سنا ہے کہ یہاں مکانوں کے کرائے بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں۔"

" پیسوں کی فکر نہ کرو یار۔ جب تک تم بیکار رہو گے کرایہ میں ادا کرتا رہوں گا۔ البتہ جب تمہیں ملازمت مل جائے تو پھر میرا اُدھار مجھے واپس کر دینا۔"

" ہمیں بالکل منظور ہے عمران صاحب اور ہم اس نوازش اور مہربانی کیلئے آپ کے ممنون ہیں۔ کاش ہم بھی آپ کے کسی کام آسکیں۔"

تقریباً ایک گھنٹہ تک یہ لوگ اسی قسم کی گفتگو کرتے رہے اور جب عمران نے محسوس کیا کہ جولیا کی تھکاوٹ دور ہو گئی ہے تو انہوں نے اپنا سفر دوبارہ شروع کر دیا۔

عمران اور جولیا آگے آگے جا رہے تھے اور جاوید اور اختر ان سے تقریباً پچاس گز کا فاصلہ چھوڑ کر پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ ریت کا میدان اب بھی بالکل پہلے ہی جیسا تھا اور جگہ جگہ انہیں ٹیلوں پر چڑھنا اور اترنا پڑتا تھا۔ ابھی تک انہیں راستہ میں کوئی درخت دکھائی نہیں دیا تھا۔ اور عمران اب سوچ رہا تھا کہ اس ریگستان میں اگر وہ خدانخواستہ راستہ سے بھٹک گئے تو پھر ان کا کسی بھی آبادی تک زندہ پہنچنا محال تھا۔ اب بھی اسے راستہ کا پتہ نہیں تھا۔ صرف لانچ والوں کے بتانے پر تاروں سے اندازہ لگا کر وہ مغرب کی جانب چل دیئے تھے۔ اس لئے اس کی کوشش یہی تھی کہ آفتاب طلوع ہونے سے پہلے پہلے قصبہ میں یا کسی بھی آبادی کے قریب پہنچ جائیں۔

مزید ایک گھنٹہ وہ سفر کرتے رہے۔ جولیا شروع شروع میں تو ہنستی مسکراتی رہی تھی۔ اور باتیں بھی کرتی رہی تھی لیکن اب۔ محسوس ہو رہا تھا کہ تھکاوٹ اس پر غالب آتی جا رہی ہے۔ اس لئے اس نے بولنا تو بند کر دیا تھا تاہم ابھی تک قدم اٹھائے جا رہی تھی۔ عمران کے اندازے کے مطابق ابھی سورج طلوع ہونے میں دو گھنٹے باقی تھے۔

پھر.... جب جولیا اور عمران ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر دوسری جانب اترنے لگے تو اچانک اس ٹیلے کی اوٹ سے پانچ آدمی بیک وقت اٹھے اور عمران کی جانب لپکے۔ ان میں سے ایک نے اچانک ہی جولیا کو جھپٹ لیا اور ایک جانب بھاگنے لگا۔ باقی چاروں عمران سے چمٹ گئے تھے۔ اٹیچی عمران کے ہاتھ سے ریت پر گر گئی تھی۔ اسے جولیا کے متعلق اس وقت پتہ چلا جب خاموش فضاؤں میں چند قدم دور اُسے جولیا کی چیخ سنائی دی۔ جولیا کا اٹیچی بھی ریت پر گر گیا تھا اور اب وہ ایک شخص کے کندھے پر لٹکی ہوئی متواتر چیختی جا رہی تھی۔ مقصد غالباً یہی تھا کہ عمران کو پتہ چل جائے۔

وہ چاروں عمران کے ساتھ بری طرح چمٹے ہوئے تھے۔ عمران پہلے تو سمجھ ہی نہیں سکا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ اور یہ کون لوگ اس کے ساتھ چمٹ گئے ہیں۔ لیکن جب اس نے جولیا کی چیخ سنی تو اچانک اس کا ذہن روشن ہو گیا تھا۔ اس نے بڑے ہی غضبناک انداز میں یکے بعد دیگرے تین چار جھٹکے دے کر اپنے آپ کو آزاد کروایا اور پیشتر ازیں کہ وہ چاروں اس پر دوبارہ حملہ کرتے وہ پوری قوت سے اس جانب بھاگا جدھر سے جولیا کی چیخیں آ رہی تھیں۔

" میں آ رہا ہوں جولی۔ گھبرانا نہیں۔" عمران نے پوری قوت سے چیخ کر کہا اور پھر بھاگنے لگا تاکہ جلد از جلد اس شخص کو جا لے جو جولیا کو اٹھا کر لے گیا تھا۔۔۔ جاوید اور اختر، عمران وغیرہ سے چالیس پچاس گز پیچھے تھے۔ جب انہوں نے جولیا کی چیخ سنی تو دونوں ہی بھاگ کر ٹیلے پر چڑھے۔ اس وقت عمران ان چاروں بدمعاشوں کو جھٹک کر پانچویں کے تعاقب میں بھاگ اٹھا تھا۔ یہ چاروں بھی عمران کے تعاقب میں بھاگنے لگے تو جاوید اور اختر نے آگے بڑھ کر ان کا راستہ روک لیا اور ان چاروں کے ساتھ دست بدست جنگ میں مصروف ہو گئے۔

عمران اسی جانب بھاگا تھا جدھر جولیا کی چیخیں سنائی دی تھی۔ لیکن تھوڑی دور تک جانے کے بعد اسے محسوس ہوا جیسے جولیا کی چیخیں یکدم بند ہو گئی ہیں۔ اس نے ایک بار پھر جولیا کو بلند آواز سے پکارا لیکن اس مرتبہ اسے جولیا کی جانب سے کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ سمجھ گیا کہ پانچویں شخص نے جولیا کا منہ بند کر دیا ہو گا۔ تاہم وہ پوری قوت سے بھاگتا رہا اور جولیا کو آوازیں دیتا رہا۔

ایک ٹیلے پر پہنچ کر وہ اچانک رک گیا تھا۔ اس نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ شخص اتنا تیز تو نہیں بھاگ سکتا کہ جولیا کو اٹھا کر بھی نگاہوں سے اوجھل ہی رہے ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔ اور وہ شخص کہیں پیچھے ہی چھپ گیا ہے۔ پہلے اس نے ادھر اُدھر نگاہ دوڑائی۔ تاروں کی مدھم روشنی میں وہ جہاں تک دیکھ سکتا تھا اسے سفید سفید ریت کے علاوہ کچھ بھی دکھائی نہیں دیا۔ پھر وہ وہیں ٹیلے پر بیٹھ کر

قدموں کے نشان تلاش کرنے لگا لیکن اسے اپنے قدموں کے علاوہ دوسرے نشانات دکھائی نہیں دئیے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ شخص اس ٹیلے پر سے نہیں گذرا۔ وہ بھاگتا ہوا نیچے اترا لیکن یہاں بھی اسے صرف اپنے ہی قدموں کے نشان دکھائی دیئے۔ اس نے پھر بھاگنا شروع کیا اور جس ٹیلے کو عبور کر کے یہاں تک پہنچا تھا۔ وہ اس پر چڑھ کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ یہاں بھی اُسے صرف اپنے ہی قدموں کے نشانات دکھائی دیئے تھے۔ وہ پھر دوسری جانب نیچے اترا اور اس سے بھی پچھلے ٹیلے پر چڑھ گیا۔ یہاں اسے اپنے علاوہ اس شخص کے قدموں کے نشان بھی دکھائی دیئے تھے اور یہ نشانات بائیں جانب مڑ گئے تھے۔ عمران بائیں جانب بھاگتا ہوا نیچے اترا۔ اور۔۔۔ اسے سامنے قریباً بیس قدم کے فاصلے پر وہ شخص دکھائی دیا جس کی اُسے تلاش تھی۔ بائیں جانب واقع ایک دوسرے ٹیلے کے نیچے اسے دو سائے دکھائی دیئے جو آپس میں الجھے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ ایک سایہ نیچے تھا اور دوسرا اُوپر۔ عمران پوری قوت سے اسی جانب بھاگنے لگا۔ قریب جا کر اسے معلوم ہوا کہ اس شخص نے جولیا کو نیچے گرایا ہوا ہے اور اس کا منہ ایک ہاتھ سے دبا رکھا ہے۔ دوسرے ہاتھ سے وہ جولیا کے ہاتھ پاؤں قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

" جولیا۔" عمران پوری قوت سے چیخا۔

اور یہ چیخ سن کر جونہی اس شخص نے سر اٹھا کر عمران کی جانب دیکھا جولیا نے ایک جھٹکے سے اپنا منہ آزاد کروالیا اور چیخی " عمران۔"

عمران نے وہیں سے اس شخص پر چھلانگ لگا دی اور اسے اپنے ساتھ لے کر ریت پر اُلٹ گیا۔ پھر دوسرے ہی لمحے اٹھا اور اس نے اس نوجوان کو گریبان سے پکڑ کر اٹھایا اور پھر پوری قوت سے اس کے جبڑے پر ضرب رسید کر دی۔ وہ نوجوان ڈکراتا ہوا الٹ کر دور جا گرا۔ لیکن عمران نے اسے پھر پکڑ لیا اور اس مرتبہ اسے اپنے سر سے اوپر اٹھا کر پوری قوت سے ریت پر پھینک دیا۔۔۔ ابھی تک اس کا غصہ ختم نہیں ہوا تھا۔ عمران نے اب اسے اپنی ٹھوکروں پر لے لیا تھا۔ اس کی پسلیاں، پیٹ۔۔۔

ٹانگیں۔ سر اور چہرہ غرضیکہ جسم کا کوئی حصہ بھی ان ٹھوکروں سے نہیں بچا تھا لیکن عمران کا غصہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ نوجوان چیخ چیخ کر بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے ایک بار پھر اسے سر کے بالوں سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور ایک بار پھر دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر دور پھینک دیا۔ نوجوان اب مکمل طور پر بے ہوش تھا۔

"تم ٹھیک ہو جولیا؟" عمران نے پہلی بار جولیا کو مخاطب کیا۔

"یس عمران۔ اس کم بخت نے میرا منہ بند کر دیا تھا۔"

"فکر نہ کرو۔ میں اس کا منہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دوں گا۔ آؤ اب اس کے ساتھیوں کو بھی دیکھیں۔"

عمران نے اس نوجوان کی ایک ٹانگ پکڑ لی اور اسے ریت پر گھسیٹتا ہوا اس جانب چل دیا جہاں ان کا سامان بکھرا پڑا تھا۔ راستہ ہی میں اسے جاوید مل گیا "شکر ہے عمران صاحب کہ آپ مل گئے ہم تو بیگم صاحبہ کی چیخ سن کر گھبرا ہی گئے تھے۔"

"بھاگتے ہوئے اوپر پہنچے تو۔"

"اس کے چاروں ساتھی بھاگ گئے ہیں کیا؟" عمران نے بات کاٹ کر پوچھا۔

"ہم انہیں بھاگنے کب دیتے۔ عمران صاحب۔ وہ چاروں بھی وہیں بے ہوش پڑے ہیں ہم نے ان کا بھوت اتار دیا ہے۔"

"ویری گڈ۔ اب تو مجھے خواہ ملازمت ملے نہ ملے۔ تم دونوں کو ملازمت ضرور دلوا دوں گا۔ پردیس میں ایسے دوست کہاں ملتے ہیں۔"

"یہ تو ہمارا فرض تھا عمران صاحب۔ ہمیں ان لوگوں کی نیت پر پہلے ہی شک تھا اس لئے ہم نے آپ کے ساتھ ہی رہنا مناسب سمجھا تھا۔"

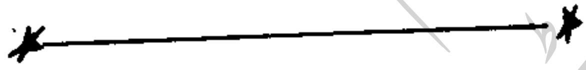
"بہت بہت شکریہ دوست۔"

چند لمحوں کے بعد وہ اس ٹیلے پر پہنچ گئے جہاں وہ چاروں بے ہوش پڑے تھے۔

"اب ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے عمران صاحب۔"

"ویسے تو یہ لوگ اس قابل نہیں کہ انہیں زندہ چھوڑا جائے۔ لیکن ... خیر۔ ان کے جسم پر صرف انڈر ویئر رہنے دو اور باقی سارا لباس اتار لو۔ پھر ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں یہاں ہی رہنے دو۔ ان کا سامان بھی یہیں رہنے دو۔ اگر ان کی زندگی باقی ہوگی تو بچ بچا کر کہیں پہنچ جائیں گے ورنہ یہاں ہی ریت میں ان کی قبریں بن جائیں گی۔"

اور پھر جاوید اور اختر نے واقعی ویسے ہی کیا۔ ان کے کپڑے اتار کر ادھر ادھر پھینک دیئے ان کا باقی سامان قریب ہی رہنے دیا اور خود اپنا سامان اٹھا کر جولیا اور عمران کے ساتھ ایک بار پھر سفر پر روانہ ہو گئے۔ جولیا نے اس مرتبہ احتیاطاً اپنے پرس سے ریوالور نکال کر لباس میں چھپا لیا تھا تاکہ دوبارہ اگر کبھی ایسی ہی افتاد پڑے تو اس کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکے۔



مشرق کے ریگزاروں سے سورج طلوع ہو چکا تھا۔ اور لمحہ بہ لمحہ اس کی تمازت بڑھتی جا رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی ابھی تک سفر کر رہے تھے لیکن انہیں ابھی تک نہ کوئی قصبہ دکھائی دیا تھا اور نہ کوئی دوسری آبادی۔ غالباً وہ رات کے اندھیروں میں بھٹک گئے تھے اور اس وقت ایک ایسے ریگستان میں سفر کر رہے تھے۔ جہاں حد نگاہ تک ریت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ چاروں جانب ریت ہی ریت تھی۔ ریت کے وسیع میدان یا بلند و بالا ریت کے ٹیلے۔ حد نگاہ تک انہیں کوئی جھاڑی

بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"عمران صاحب۔" جاوید نے اسے بلایا۔

"یس جاوید۔"

"میرا خیال ہے کہ ہم راستہ بھول چکے ہیں۔ کیا ابھی تک بارہ میل ہی ختم نہیں ہوئے۔"

"میں تو صبح سے یہی سوچ رہا ہوں۔" عمران نے مسکرا کر جواب دیا۔

"عمران۔ ابھی صبح ہی کا وقت ہے اور دھوپ سے ہمارا برا حال ہو رہا ہے۔ دوپہر کے وقت تو اس دھوپ میں ایک قدم اٹھانا بھی مشکل ہو جائے گا۔" جولیا نے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔ اور ان تینوں کی جانب دیکھنے لگی گویا ردِ عمل کا انتظار کر رہی ہو۔

"ہاں۔ ان صحراؤں میں ویسے بھی دوپہر کے وقت سفر کرنا حماقت ہی ہے۔" عمران نے کہا۔

"تو پھر....." اختر نے سوالیہ نگاہوں سے سب کی جانب دیکھا۔

"پھر کیا۔ میں اسی تلاش میں ہو کہ کوئی مناسب سی جگہ دیکھ کر ٹھہرا جائے۔"

"جگہ تو یہاں ہر جانب ایک سی ہی جیسی ہے۔ صحرا۔ ریت اور ریتیلے ٹیلے۔ کیا ہم سارا دن انہی ٹیلوں پر گزار سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم سب کے کباب بن جائیں گے۔" جولیا نے قدرے خوفزدہ آواز میں کہا۔

"ہم سب کے نہیں صرف تمہارے۔"

"کیا مطلب۔" جولیا نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ سورج کی تیز اور عمودی شعاعیں تمہیں بہت جلد روسٹ کر دیں گی۔ ہمیں شاید قدرے دیر لگے۔"

"اتنی آسانی سے روسٹ میں بھی نہیں ہو سکتی۔ فکر نہ کرو۔" پہلی بار جولیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کی جھلک دکھائی دی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ وہ ٹیلا قدرے بلند ہے۔ ہمیں اسی کی اوٹ میں کوئی انتظام کرنا چاہیئے۔" عمران نے سامنے ایک ٹیلے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اگر بلند ہے تو کیا ہوا۔ کیا اس کی چھاؤں سارا دن ہمیں پناہ دے سکے گی۔"

"نہیں۔ چھاؤں تو خیر کیا پناہ دے گی بہر حال آؤ کچھ انتظام کر ہی لیا جائے گا۔" عمران اتنا کہہ کر اس بلند ٹیلے کی جانب بڑھنے لگا۔ اور یہ تینوں اس کے پیچھے پیچھے قدم اٹھانے لگے۔

ٹیلہ زیادہ دور نہیں تھا اس لئے یہ بہت جلد اس تک پہنچ گئے۔ عمران بھاگتا ہوا اس پر چڑھا اور پھر اپنے ساتھیوں کو بھی بلانے لگا۔ ٹیلے کے مغرب کی جانب اتنا ہی بلند ایک دوسرا ٹیلہ بھی موجود تھا اور ان دونوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ چھ سات فٹ کا فاصلہ تھا۔ عمران نے ان دونوں ٹیلوں کے درمیان واقع جگہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ یہ جگہ ہمارے لئے بہترین پناہ گاہ ثابت ہو سکتا ہے۔"

"ہاں۔ دوپہر سے پہلے اور دوپہر کے بعد۔ ہم سورج کی شعاعوں سے بچ سکتے ہیں لیکن عین دوپہر کے وقت جب اوپر سے سیدھی شعاعیں پڑیں گی اور دونوں ٹیلوں کی ریت بھی گرم ہو جائے گی اس وقت ہم واقعی بڑی آسانی سے روسٹ ہو جائیں گے۔" جولیا نے جواب دیا لیکن عمران نیچے اترنے لگا تھا۔ اس سے اچھی کوئی دوسری جگہ بھی تو نہیں تھی۔ لہٰذا اسے ہی انہوں نے غنیمت سمجھا تھا۔

نیچے پہنچتے ہی عمران نے اٹیچی رکھ دیا۔ اور پھر ایک جگہ سے ریت کھود کھود کر دوسری جانب پھینکنے لگا۔

"میری جانب کیا دیکھ رہے ہو یار۔ اپنے لئے گہرے گڑھے کھود لو۔ ایک تو نیچے کی ریت ٹھنڈی ہو گی دوسرے آفتاب کی شعاعوں سے بھی قدرے بچت ہو جائے گی۔" عمران نے انہیں مشورہ دیا اور پھر وہ چاروں ہی ریت کھودنے لگے۔ ایک جانب عمران اور جولیا اپنے لئے گڑھا کھود رہے تھے اور ان سے دو تین

فٹ کے فاصلے پر جاوید اور اختر اپنے لئے گڑھا کھودنے میں مصروف تھے۔ سورج ابھی تک ٹیلے کی اوٹ میں ہی تھا کہ انہوں نے گڑھے مکمل کر لئے۔ اب دو جانب یعنی مشرق اور مغرب کی جانب بلند ٹیلے تھے شمال کی جانب جاوید اور اختر نے گڑھے سے ریت پھینک پھینک کر تین چار فٹ اونچی دیوار بنا دی تھی اور جنوب میں جولیا اور عمران نے ایسی ہی دیوار بنا دی تھی۔ اور قریباً چار چار فٹ گہرے گڑھے کھود لئے تھے جن میں یہ چاروں بآسانی بیٹھ سکتے تھے۔ پھر عمران ہی کے مشورے سے اپنے اپنے اٹیچی کیسوں کی تلاشی لی گئی۔ جاوید اور اختر کے اٹیچی میں بستر کی دو چادریں تھیں۔ عمران نے انہیں ان گڑھوں سے کافی اوپر اس طرح تان دیا کہ چادروں کا ایک سرا تو مغربی ٹیلے کی دیوار میں تھا اور دوسرا مشرقی ٹیلے کی دیوار میں۔ انہیں چونکہ وہاں کوئی لکڑی ملی تھی اور نہ کوئی اینٹ پتھر۔۔۔ لہذا انہوں نے یہ سرے ریت ہی میں مضبوطی سے دبا دیئے تھے۔ اس طرح ان کے سروں پر ایک سائبان سا بن گیا تھا۔ اور اب جولیا کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ دوپہر کی شعاعوں میں روسٹ نہیں ہو گی۔

یہ سب صبح ہی سے بھوکے تھے۔ ابھی تک کسی نے کچھ بھی کھایا پیا نہیں تھا۔ صبح کے وقت اس سفر نے اور پھر ریت کھودنے کی مشقت نے اپنا اثر دکھایا تھا۔ اور اب تو آہستہ آہستہ سورج بھی بلند ہو رہا تھا اور ٹیلے کا سایہ سمٹ رہا تھا لہٰذا انہیں بھوک اور پیاس محسوس ہونے لگی تھی۔ جولیا کے چہرے پر تھکاوٹ کے آثار بھی تھے اور بھوک پیاس کے بھی۔ عمران نے اپنا اٹیچی کھولا۔ اس میں دو تین ڈبے بسکٹوں کے موجود تھے ایک تھرماس بھی تھی۔ یہ سب کچھ اس نے محض احتیاطاً ہی رکھ لیا تھا۔ ویسے ابھی پتہ نہیں اس اٹیچی میں مزید کونسے معجزے بند تھے۔ بہرحال اس وقت بھوک اور پیاس کا انتظام ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے گڑھے میں بیٹھے ہی بیٹھے جاوید کو آواز دی۔

"کیا بات ہے۔ عمران صاحب۔"

"اے بھائی ہمارے پاس بسکٹ بھی ہیں اور تھوڑا سا پانی بھی۔ بریک فاسٹ اور لنچ

دونوں ہی اس وقت ہو سکتے ہیں۔"

"عمران صاحب یہی دونوں چیزیں ہمارے پاس بھی موجود ہیں اور پتہ نہیں کب تک انہی پ
گزارہ کرنا پڑے گا۔ آپ بھی سوچ سمجھ کر لنچ کریں۔"

"گڈ۔ ہمیں کم از کم تین دن کا راشن ریزرو رکھنا چاہیئے۔ پیٹ بھرنے کی ضرورت نہیں۔ بس
توانائی برقرار رکھنے کیلئے اس خوراک کو سونگھتے رہو۔"

"اب تو سونگھ سونگھ کر ہی بسر اوقات ہو گی عمران صاحب"۔ دوسری جانب سے جاوید کی آو
سنائی دی اور پھر یہ چاروں اپنے اپنے گڑھوں میں بیٹھے صبح کا ناشتہ اور دوپہر کا کھانا ایک وقت
کھانے لگے۔ عمران نے ایک ڈبے میں سے نصف بسکٹ نکال لئے۔ باقی ڈبہ اٹیچی ہی میں رکھ دیا۔
نصف میں سے اس نے نصف جولیا کو دیئے اور باقی خود کھانے لگا۔ پانچ سات بسکٹوں سے بنتا ہی
تھا تاہم نہ ہونے سے بہتر ہی تھا۔ بسکٹ کھا کر انہوں نے دو دو گھونٹ پانی پیا اور پھر گڑھے کی دیوار
سے ٹیک لگا کر لیٹ گئے۔

"جولیا۔ کہیں تم پچھتا تو نہیں رہی۔" عمران نے آہستہ پوچھا۔

"نہیں عمران مجھے اس فلیٹ سے زیادہ یہاں سکون ہے۔ یہاں تم میرے قریب ہو اور
یہ یقین ہے کہ اگر ہم زندہ رہے تو اکٹھے رہیں گے۔ اگر مر گئے تو اکٹھے مریں گے اور ہم دونوں کی اس
میں قبر بھی ایک ہی بنے گی۔"

"ہاں جولیا۔ تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ہم اکٹھے ہی جئیں گے اور اکٹھے ہی مریں گے"۔ عمران نے
سر گڑھے کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔ جولیا جلدی سے عمران کے قریب آ
اس نے عمران کے سینے پر اپنا سر رکھ دیا اور آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

"اس ایک لمحے کی میں ہمیشہ سے متلاشی رہی ہوں عمران۔ بڑی مدت اور طویل انتظار کے بعد

لمحہ مجھے نصیب ہوا ہے۔"

عمران نے کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف اس کے سر پر اپنا ایک ہاتھ رکھ دیا اور اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔ جولیا نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور وہ تصورات کی دنیا میں کھو کر اس لمحے کو زیادہ سے زیادہ حسین بنانے لگی۔ پھر اسی پوزیشن میں شاید دونوں ہی سو گئے تھے۔

اور بیدار اس وقت ہوئے جب دوپہر کا چمکتا ہوا سورج ان کے سروں پر پہنچ گیا تھا۔ تیز عمودی شعاعوں سے اب ریت جھلسنے لگی تھی اور انہیں یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ زمین کے کسی حصے پر نہیں بلکہ بھڑکتی ہوئی کسی بھٹی میں بیٹھے ہوں۔"

"اُف توبہ۔ اتنی گرمی۔ جیسے قریب ہی کہیں آگ بھڑک رہی ہو۔" جولیا نے اپنے دوپٹے سے پسینہ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"ہر جانب آگ بھڑک رہی ہے جولیا۔ اگر باہر نکلو تو شاید اس سے بھی زیادہ گرمی ہوگی۔ دوپہر کے وقت صحرا دوزخ بن جایا کرتا ہے۔" عمران نے جواب دیا اور پھر جاوید کو آواز دی۔

"ارے جاوید۔ زندہ ہو۔"

"ہاں عمران صاحب ابھی تک زندہ ہیں۔"

"یار ہماری تو آنکھ لگ گئی تھی۔ اس شدت کی گرمی نے بیدار کر دیا ورنہ میں مزے مزے سے اپنے باپ کے جوتے گن رہا تھا۔"

"گن رہے تھے یا دیکھ رہے تھے۔"

"ارے یار دیکھنے کی مہلت میرا باپ نہیں دیا کرتا۔ اس کا ہاتھ مشین کی طرح تیز چلتا ہے بس بڑی مشکل سے گن سکتا ہوں۔"

"آپ کی بیگم صاحبہ کا کیا حال ہے؟" اختر نے پوچھا۔

"کچھ نہ پوچھو۔ اس لمحہ کو کوس رہی ہیں جب میرے ساتھ شادی کی تھی۔"

"جاوید بھائی عمران صاحب مذاق کر رہے ہیں۔" جولیا جلدی سے بولی۔

"میں سمجھ رہا ہوں بھابی جان۔ عمران صاحب زندہ دل قسم کے انسان ہیں۔ اس مصیبت کے لمحے میں مذاق سے باز نہیں آتے۔"

"ارے یار مصیبت کیسی۔ بسکٹ کھا رہے ہو۔ چائے پی رہے ہو۔ ٹانگیں پسار کر لیٹے ہوئے ہو۔ یہ آرام تو خوش قسمتوں ہی کو ملا کرتا ہے۔ مصیبت تو مجھ پر آئی تھی لیکن بدقسمتی سے ٹل گئی۔"

"آپ پر کونسی مصیبت آئی تھی عمران صاحب۔" جاوید کی آواز سنائی دی۔

"وہی رات والی مصیبت یار۔ اگر وہ لفنگا میری بیگم کو اٹھا کر لے جاتا تو..... میں اس صحرا میں ہائے لیلے، ہائے جولیا پکارتا رہتا۔ صحرا کی ریت اٹھا اٹھا کر کچھ اپنے سر پر ڈالتا اور کچھ اپنی حالت دیکھنے والوں کے سروں پر ڈالتا۔ پھر دور دراز سے فلموں کے ڈائریکٹر آتے۔ میری تصویریں اتارتے اور "ماڈرن مجنوں" کے نام سے فلمیں بناتے جو یقیناً ہاؤس فل ہفتے مناتیں لیکن بدقسمتی سے میں ہیرو بنتے بنتے رہ گیا۔ بیگم صاحبہ جاتے جاتے پھر میری گود میں آگئیں۔"

اس کے جواب میں جاوید اور اختر کے قہقہے سنائی دیئے۔ جولیا چند لمحوں تک مصنوعی غصے سے عمران کی جانب دیکھتی رہی۔ اس غصے میں پیار بھی تھا اور شکایت بھی اور پھر اس نے اپنے آپ کو واقعی عمران کی گود میں پھینک دیا۔ اور عمران اس کا اگلا قدم سمجھ بھی نہیں پایا تھا کہ اس نے اپنی باہیں عمران کے گلے میں ڈال دیں۔

"کیا میں مصیبت ہوں۔" جولیا نے اسی انداز میں بگڑ کر پوچھا۔

"تم تو راحت ہو۔ جان ہو۔ اور وہ سب کچھ ہو جو شاعر لوگ کہا کرتے ہیں۔" عمران نے بھی سرگوشی میں ہی جواب دیا اور پھر اچانک سر اٹھا کر اوپر دیکھنے لگا۔

"ارے یہ دھوپ آہستہ آہستہ مدھم کیوں ہوتی جا رہی ہے۔ کیا بادل آ گئے ہیں۔" عمران نے کہا۔ اس کی یہ آواز دوسرے گڑھے میں جاوید اور اختر نے بھی سن لی تھی لہٰذا انہوں نے بھی اوپر دیکھا لیکن چونکہ اوپر چادریں تنی ہوئی تھیں اس لئے وہ صحیح اندازہ نہ لگا سکے۔

"ہماری حالت پر قدرت کو ترس آ گیا ہے شاید" جولیا نے بھی بلند آواز میں کہا۔ وہ .... بادلوں کا نام سن کر خوش ہو گئی تھی لیکن عمران کے چہرے پر تفکرات کا ایک سایہ لہرا کر گزر گیا تھا۔

"ٹھہرو میں باہر نکل کر دیکھتا ہوں۔" عمران نے جولیا کو ... علیحدہ کیا اور گڑھے سے باہر نکل آیا۔ پھر وہ بھاگتا ہوا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور وہیں سے اپنے ساتھیوں کو آوازیں دینے لگا۔

"یہ تنی ہوئی چادریں اتار کر اپنے اوپر لپیٹ لو۔ اپنا اپنا سامان سمیٹ لو اور ہوشیار ہو جاؤ زبردست قسم کا طوفان آ رہا ہے۔"

"طوفان" جاوید اور اختر دونوں ہی چھلانگیں مار کر اوپر پہنچ گئے تھے۔ ان سے تھوڑی دیر بعد جولیا بھی اوپر آ گئی اور ان لوگوں نے دیکھا کہ مغرب کی جانب سے سیاہ قسم کی آندھی آسمان پر چھا رہی ہے اور اسی کے غبار نے سورج کی شعاعوں کو بھی مدھم کر دیا تھا۔

"جلدی کرو ورنہ یہاں کچھ بھی نہیں ملے گا" عمران نے نیچے کی جانب دوڑ لگائی۔ اس کے پیچھے ہی تینوں بھی بھاگتے ہوئے نیچے پہنچے۔ انہوں نے چادریں اتاری تھیں اور اپنے اپنے اٹیچی بند کر دئے تھے۔ ایک چادر جولیا نے اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ لی تھی۔ عمران نے بھی ایک چھوٹا سا کپڑا اپنے چہرے اور سر کے گرد لپیٹ لیا تھا۔ یہی حال جاوید اور اختر کا تھا۔ اور ابھی یہ لوگ اس تیاری سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ تیز ہوا کا پہلا جھونکا آیا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے ہزاروں من ریت اچھال کر ان کی جانب پھینک دی ہو۔ جولیا کی تو چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی تھی۔ عمران نے جلدی سے جولیا کو پکڑ لیا تا کہ تیز آندھی میں اڑ کر کہیں دور نہ چلی جائے۔ پھر وہ بلند آواز

میں سب کو ہدایات دینے لگا۔

"ایک دوسرے کو مضبوطی سے پکڑ لو اور بیٹھ جاؤ۔ اپنا اپنا سامان سنبھال کر رکھنا ورنہ اس کا نام و نشان بھی نہیں ملے گا۔ ریت کو اپنے اوپر سے ساتھ ساتھ گزارتے رہنا ورنہ ریت ہی میں دب کر رہ جاؤ گے۔"

آندھی اب اپنے پورے جوبن پر تھی۔ ہر جانب اندھیرا چھا گیا تھا۔ سورج کی وہ کرنیں جو چند لمحے پہلے ان کو جھلسا رہی تھیں اب غائب ہو چکی تھیں۔ سائیں سائیں کی تیز آواز ہر جانب پھیلی ہوئی تھی۔ بعض اوقات تو یوں محسوس ہوتا جیسے ہزاروں جنّات مل کر چنگھاڑ رہے ہوں۔ ریت اسقدر تیزی سے اور اتنی زیادہ مقدار میں آ رہی تھی کہ بار بار یہ لوگ اپنے اوپر سے ریت کے انبار گراتے اور ریت دوبارہ جمع ہو جاتی۔ جولیا اس وقت عمران کی گود میں سر دیئے چھپی ہوئی تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بڑی مضبوطی کے ساتھ عمران کی کمر پکڑ رکھی تھی۔ اس کا چھوٹا اٹیچی اس کے نیچے تھا۔ عمران نے دوسرا بڑا اٹیچی اپنے قدموں میں رکھا ہوا تھا اور اس کے ہینڈل میں اپنا ایک پیر جمایا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ آزاد تھے اور ان ہاتھوں سے وہ ریت اپنے اور جولیا کے اوپر سے اٹھا اٹھا کر ہوا میں پھینک رہا تھا یہی حالت جاوید اور اختر کی تھی۔ اختر نے پوری قوت سے اٹیچی کو اپنے گھٹنوں میں لے رکھا تھا۔ جاوید اختر پر جھکا ہوا تھا اور ریت کے انبار اڑا رہا تھا۔

آندھی ابھی تک پورے شباب پر تھی۔ یہ لوگ چونکہ دو ٹیلوں کے درمیان تھے اس لئے کھلی جگہ کی نسبت قدرے محفوظ تھے۔ اور ان کے قدم جمے ہوئے تھے۔ اگر یہ لوگ کسی کھلی جگہ ہوتے تو یقیناً طوفان کی کوئی لہر انہیں اڑا کر دور پھینک دیتی اور جب ایک دفعہ قدم اکھڑ جاتے تو پھر اس طوفان میں قدم جمانا مشکل ہو جاتا۔ یہ عمران کی دور اندیشی ہی تھی کہ اس نے دو ٹیلوں کے درمیان جگہ بنا لی تھی۔ لیکن اس کے باوجود آندھی بار بار انہیں اٹھا رہی تھی۔ گرا رہی تھی۔

پھر اچانک انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ہزاروں خاردار جھاڑیاں ان پر الٹ دی گئی ہوں۔ عمران نے جلدی سے سر اٹھا کر دیکھا۔ ایک پورا درخت آندھی میں کہیں سے اڑتا ہوا آگیا تھا اور اب دو ٹیلوں کے درمیان پھنس گیا تھا۔ نیچے یہ تھے۔ اوپر درخت کی شاخیں تھیں اور اوپر ریت جمع ہو رہی تھی۔۔۔۔ عمران اپنی پوری قوت سے چلایا "جاوید۔!!!" ان شاخوں پر ریت نہ جمع ہونے دینا ورنہ جنازے کے بغیر ہی دفن ہو جائیں گے۔" یہ آواز غالباً جاوید نے سن لی تھی کیونکہ دوسرے ہی لمحے اسے جاوید کی آواز یوں سنائی دی تھی جیسے بہت دور کسی گہرے کنوئیں سے آ رہی ہو۔

"فکر نہ کریں عمران صاحب۔ جنازے کے بغیر دفن ہونے کا کوئی ارادہ نہیں۔"

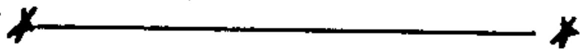
درخت کی شاخیں تیز آندھی سے پورے زور کے ساتھ ہل رہی تھیں۔ کبھی آندھی کا جھونکا درخت کو تھوڑا سا اوپر اٹھا لیتا اور جونہی وہ جھونکا گزرتا۔ درخت پھر ان پر گرتا اور اس کی تیز نوکیلی شاخیں ان کے جسموں میں سی چبھ جاتیں۔ ایک مرتبہ ایسی ہی کوئی شاخ جولیا کے جسم میں چبھ گئی تو اس کی چیخ نکل گئی۔

"کیا ہوا تمہیں بیگم صاحبہ۔" عمران نے مسکرا کر پوچھا۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ میری کمر میں کچھ چبھ گیا ہے عمران۔" جولیا نے اپنا سر عمران کی گود میں دے رکھا تھا اور پوری قوت سے عمران کی کمر کو پکڑ رکھا تھا۔ آندھی کا شور انتہائی تیز تھا۔ اس لئے جولیا کی آواز مدھم سی سنائی دی۔ عمران نے ٹٹول کر وہ شاخ جولیا کی کمر سے ہٹا دی۔ اور پھر ریت ہٹانے لگا۔

آندھی متواتر تین چار گھنٹے تک جاری رہی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا زور ٹوٹنے لگا۔ مزید ایک گھنٹے کے بعد یہ زور بالکل ہی ختم ہو گیا تھا۔ تب یہ چاروں اپنی پناہ گاہ سے باہر نکلے لیکن ان کے حلیے کچھ ایسے ہو گئے تھے کہ سب ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ درخت کی شاخوں

نے ان کا لباس بھی پھاڑ دیا تھا۔ اور صحیح معنوں میں یہ آوارہ گرد ہی دکھائی دینے لگے تھے۔ عمران نے اپنے کان پر ایک ہاتھ رکھا اور بلند آواز میں کوئی عربی گانا گانے لگا۔!!!



"کیا آپ گانا گا رہے ہیں یا تلاوت فرما رہے ہیں جناب۔" اختر نے پوچھا۔

"کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔؟"

"اس لئے کہ اگر تلاوت فرما رہے ہیں تو ہم مؤدب ہو جائیں۔ اگر گانا گا رہے ہیں تو ناچنے لگیں گے"

"تب ناچو یار۔ خوب خوشی سے ناچو۔ میں گانا ہی گا رہا تھا۔ ہم عنقریب اس صحرا سے نجات حاصل کرنے والے ہیں۔"

"صحرا سے نجات۔ وہ کیسے۔؟" جولیا نے جلدی سے پوچھا۔

"یہ دیکھو۔ یہ کیا ہے۔؟"

"یہ وہی کھجور کا درخت ہے جس کی نوکیلی شاخیں طوفان کے اندھیرے میں ہمیں بار بار ٹیکے لگاتی رہی ہیں۔"

"گڈ۔ میں تم سب کو بتا دوں کہ ریگستان میں کھجور کا درخت وہاں ہوتا ہے جہاں ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ ہو۔ وہاں ایک درخت نہیں ہوتا بلکہ بہت ہوتے ہیں اور اسے نخلستان کہتے ہیں۔ جہاں نخلستان ہوتا ہے وہاں آبادی ہوتی ہے۔ آبادی نہیں ہوتی تو قافلے وہاں ضرور رکتے ہیں۔ اگر قافلے بھی نہ ملیں تو ان کے اونٹوں کے بیت الخلاء کی نشانیاں ضرور ہوتی ہیں۔"

"بہت خوب۔ یہ سارے اندازے آپ نے صرف اس ایک کھجور کے درخت سے لگا لئے۔" جاوید نے

ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور میں بتا دوں کہ میرے اندازے غلط نہیں ہوا کرتے۔ مثلاً یہی کھجور کا درخت لیں۔ یہ خشک اور سوکھا ہوا نہیں بلکہ ہرا بھرا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جہاں بھی یہ تھا وہاں پانی ضرور ہوگا۔ اب یہ اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ درخت آندھی میں اڑتا ہوا سو دو سو میل سے زیادہ دور سے تو آیا نہیں ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ دس پندرہ میل کے فاصلے پر یہ ہوگا۔ تو دوستو! اگر ہم ابھی اپنا سفر شروع کریں تو رات تک ہم اتنا فاصلہ تو طے کر ہی سکتے ہیں۔ کیا خیال ہے آپ سب کا۔"

"بہت ٹھیک خیال ہے۔ اور اب مجھے بھی اندازہ ہو رہا ہے کہ آبادی، نخلستان یا کم از کم لوٹوں کے بیت الخلاء کی زیارت تو ہم اس زندگی میں کر ہی لیں گے۔" جاوید نے مسکرا کر کہا اور ایک مرتبہ پھر یہ چھوٹا قافلہ روانہ ہو گیا۔ اس مرتبہ ان کا رُخ اسی جانب تھا جدھر سے آندھی آئی تھی۔

طوفان کے بعد موسم خوشگوار ہو گیا تھا۔ دھوپ میں اب پہلے جیسی تمازت نہیں رہی تھی صحرا میں آندھی ختم ہو چکی تھی لیکن آسمان پر گرد و غبار ابھی تک موجود تھا جس کی وجہ سے دھوپ چمک نہیں رہی تھی۔ ریت کی گرمی بھی طوفان نے ختم کر دی تھی۔ اس لیئے کہ اوپر کی ساری ریت اڑ گئی تھی اور اس کی جگہ نئی ریت نے سنبھال لی تھی۔ بعض ٹیلے ختم ہو چکے تھے اور ان کی جگہ نئے ٹیلے بن گئے تھے۔ آفتاب اب مغرب کی جانب جھک گیا تھا لہٰذا اس کی شعاعیں عمودی نہیں رہی تھیں بلکہ ترچھی ہو گئی تھیں۔ اس وقت ہوا چل رہی تھی لیکن اس میں گرمی کی بجائے ہلکی سی خنکی تھی۔ یہی سبب تھا کہ یہ چھوٹا سا قافلہ ہنستا مسکراتا رواں دواں تھا۔ سب سے آگے حسب معمول عمران تھا۔ جولیا اس کے پیچھے تھی۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر جاوید اور اختر تھے۔ سب کی آپس میں نوک جھونک بھی ہو رہی تھی اور سفر بھی طے ہو رہا تھا۔ اور یہ سفر اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ آفتاب دور مغرب کے ریگزاروں میں غروب نہیں ہو گیا۔

"عمران صاحب۔" عقب سے جاوید نے ہانک لگائی۔

"یس ڈیئر جاوید۔"

"وہ بیت الخلاء کی خوشبو ابھی تک نہیں آئی۔"

عمران وہیں رک گیا۔ وہ بھی چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ ابھی تک اسے کوئی درخت دکھائی نہیں دیا تھا۔ تاہم اسے امید تھی کہ ممکن ہے صبح کی تیز روشنی میں کہیں دور کوئی نخلستان دکھائی دینے لگے۔ طوفان کی وجہ سے روشنی اس وقت کم تھی اور وہ زیادہ دور کے مناظر نہیں دیکھ سکتے تھے۔

"میرا خیال ہے یار کہ یہ رات ہم لوگ یہاں ہی کسی ٹیلے پر بسر کریں۔ صبح سویرے دوبارہ سفر شروع کر دیں گے۔ ویسے ہمیں کسی نہ کسی نخلستان تک کل دوپہر سے پہلے پہلے پہنچ جانا چاہیئے"

"وہ سامنے والا ٹیلا میرا خیال ہے کہ مناسب رہے گا۔" اختر نے ایک ٹیلے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"لو سکے۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کہ ہم نے تمہارے مشورے پر عمل ہی نہیں کیا۔" عمران نے اسی ٹیلے کی جانب قدم بڑھائے جس کی جانب اختر نے اشارہ کیا تھا۔ جب وہ ٹیلے پر پہنچ گئے تو عمران نے مغرب کی جانب ٹکٹکی لگا کر بڑے غور سے دیکھنے لگا۔

"یار۔ اگر میں دھوکہ نہیں کھا رہا تو وہ سامنے۔ کم از کم چار میل کے فاصلے پر نخلستان ہے۔ کیا خیال ہے تم لوگوں کا۔؟"

"شک تو ہمیں بھی ہے عمران صاحب۔"

"تمہیں صرف شک ہے لیکن مجھے یقین ہو گیا ہے۔ بہر حال صبح دیکھیں گے۔ اب تو ڈنر کا وقت ہو رہا ہے۔"

"ڈنر۔ واقعی ہمیں دو دو بسکٹ کا ڈنر کر لینا چاہیئے۔" جولیا نے پھیکی سی مسکراہٹ سے کہا۔

"فکر نہ کرو بیگم۔ کل میں تمہیں اس صحرا کی سب سے اچھی اونٹنی کا دودھ پلاؤں گا۔ تمہارے

اعزاز میں ایک پورا اونٹ روسٹ کیا جائے گا اور صحرائی بدوؤں کے کسی قبیلے کا ناچ ہوگا۔ دف بجے گی اور صحرائی دوشیزائیں تمہارے ارد گرد ہالہ بنا کر رقص کریں گی۔

"جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ اس قبیلے کے سردار تم ہی تو ہوگے۔" جولیا نے طنزیہ انداز میں کہا اور پھر وہیں ٹیلے پر ہی بیٹھ گئی۔ تھکاوٹ نے اس پر غلبہ جما لیا تھا اور اب تو اس کا دل چاہتا تھا کہ وہیں ریت پر لیٹ کر میٹھی نیند سو جائے۔ جولیا کو دیکھ کر عمران بھی وہیں بیٹھ گیا اور ان سے تھوڑے فاصلہ پر جاوید اور اختر بھی بیٹھ گئے تھے۔ پھر انہوں نے اٹیچی کھول کر ڈنر کا سامان نکالا۔ چار چار پانچ پانچ بسکٹ کھائے دو دو گھونٹ پانی پیا اور پھر سروں کے نیچے ہاتھ رکھ کر لیٹ گئے۔ جاوید اور اختر ٹیلے کے دوسرے سرے پر لیٹ گئے تھے۔ شریف قسم کے نوجوان تھے اس لئے عمران کی بیگم کا احترام کرتے تھے۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ چاروں دنیا و فیہا سے غافل گہری نیند سو گئے تھے۔

آدھی رات کے وقت عمران کی آنکھ اچانک ہی کھل گئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ بلا وجہ آنکھ نہیں کھلی۔ اس نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا۔ وہ خود ٹیلے کے ایک کنارے پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کے قریب جولیا اوندھے منہ میٹھی نیند سو رہی تھی۔ ٹیلے کے دوسرے کنارے جاوید اور اختر بے خبر سو رہے تھے۔ ان کے اٹیچی ان کے قریب ہی پڑے تھے۔

"پھر... میری آنکھ کیوں کھلی ہے۔" وہ لیٹے ہی لیٹے سوچنے لگا۔ آسمان کا گرد و غبار اس وقت بالکل صاف ہو چکا تھا۔ رات کی ہوا میں خنکی شامل ہو گئی تھی اور اب ریت بھی ٹھنڈی لگ رہی تھی۔ ہلکی ہلکی سردی لگ رہی تھی۔ آسمان پر تارے چمک رہے تھے اور ہر جانب سفید ریت کی چادر بچھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"کیا میری آنکھ سردی کی وجہ سے کھلی ہے۔" اس نے دل ہی دل میں سوچا اور پھر آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن... دوسرے ہی لمحے اسے ایک ہلکی سی آہٹ سنائی دی۔ یہ آہٹ

اس جانب سے آئی تھی جدھر جاوید اور اختر سو رہے تھے۔ عمران کان لگا کر سننے کی کوشش کرنے لگا۔ دوبارہ ایک بار پھر سی آہٹ ابھری۔ اس سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی شخص ٹیلے پر چڑھتے چڑھتے پھسل گیا ہو۔ عمران نے جلدی سے کروٹ بدلی اور اس جانب آہستہ آہستہ نیچے کھسکنے لگا جدھر وہ خود سو رہا تھا۔ پھسلتے پھسلتے وہ ٹیلے کے نیچے پہنچ گیا۔ اسے شک تھا کہ دوسری جانب سے کوئی ٹیلے پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ تنہا نہیں ہوگا۔ ممکن ہے کہ دو چار ہوں اور مسلح بھی ہوں۔ لہٰذا وہ بے خبری میں مار نہیں کھانا چاہتا تھا۔

نیچے لیٹے ہی لیٹے وہ اس جانب کھسکنے لگا جدھر اوپر جاوید اور اختر سو رہے تھے۔ اس نے دور ہی سے دیکھا کہ ٹیلے کے اس جانب چار گھوڑے کھڑے ہیں۔ ایک شخص ان گھوڑوں کے قریب کھڑا تھا۔ غالباً اس نے گھوڑوں کی لگامیں تھام رکھی تھیں۔ جب اس کی نگاہ اوپر گئی تو اس نے دیکھا کہ تین آدمی ٹیلے پر چڑھ رہے ہیں۔

"ہوں۔ تو اس لئے میری آنکھ کھلی تھی۔" وہ مسکرایا۔

اسے یہ تو یقین تھا کہ ان تینوں کے لئے جاوید اور اختر کافی ہیں لیکن خدشہ یہ تھا کہ اس وقت وہ گہری نیند سو رہے ہیں اور سوتے میں کہیں مغلوب نہ ہو جائیں۔ "ممکن ہے یہ بدو لوگ لٹیرے ہوں۔ انہیں سوتے میں قتل کر کے جولیا سمیت سامان اٹھانے آئے ہوں۔" عمران نے تینوں کے کندھوں پر لٹکی ہوئی رائفلیں بھی دیکھ لی تھیں۔ ان کے چوتھے ساتھی کے کندھے پر بھی رائفل لٹک رہی تھی جو نیچے گھوڑوں کے قریب کھڑا تھا۔ عمران لیٹے ہی لیٹے اس کی جانب کھسکنے لگا۔ وہ چوتھا شخص خاموش کھڑا اوپر جانے والے تینوں ساتھیوں کی جانب دیکھ رہا تھا۔ لباس سے یہ لوگ عربی بدو ہی دکھائی دے رہے تھے۔ ڈھیلے چغے انہوں نے پہن رکھے تھے اور سروں پر رومال تھے۔

عمران جب اس شخص سے چھ سات گز کے فاصلے پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ باقی تینوں اوپر چوٹی

پر پہنچ گئے ہیں۔ ان میں سے ایک جاوید اور اختر کی جانب اشارے کر رہا تھا اور دوسرا دور لیٹی ہوئی جولیا کی جانب اشارے کر رہا تھا۔ ان کی رائفلیں ابھی تک ان کے کندھوں کے ساتھ لٹکی ہوئی تھیں۔ عمران نے اب لیٹے رہنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ پاؤں کے بل اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بیٹھے ہی بیٹھے اس نے دو تین قدم بڑی عجلت سے اٹھائے اور اس عربی کے عقب میں پہنچ کر اچانک اچھلا۔ عمران کا ایک ہاتھ بدّو کے منہ پر تھا اور دوسرے سے وہ اس کی گردن کی کوئی نس دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ بدّو بے ہوش ہو کر ریت پر گر گیا تھا۔ عمران نے اسے گھوڑوں کی دوسری جانب گھسیٹ لیا۔ جلدی سے اس کا چغہ اتار کر پہنا اور اس کا رومال اپنے سر پر رکھ کر اس کی رائفل کندھے سے لٹکائی اور اوپر چڑھنے لگا۔ جہاں ابھی تک تینوں بدّو کھڑے سونے والوں کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ جانے سے پہلے عمران نے گھوڑوں کی لگامیں ایک جگہ آپس میں باندھ دی تھیں تاکہ گھوڑے بھاگ نہ سکیں۔ عمران کے قدم اب بڑی تیزی سے اوپر کی جانب اٹھ رہے تھے۔ بہت جلد وہ چوٹی پر پہنچ گیا۔ اس وقت تک ان تین میں سے ایک نے ان تینوں کے اٹیچی ایک جگہ اکٹھے کر لئے تھے اور وہ جولیا پر جھکا ہوا تھا۔ غالباً اندازہ لگا رہا تھا کہ یہ مرد ہے یا عورت۔ کیونکہ اول تو جولیا کا لباس قمیض شلوار اور دوپٹہ تھی۔ دوسرے اس کے لمبے لمبے بال اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ کبھی جولیا کی جانب دیکھتا اور کبھی اپنے ساتھیوں کی جانب۔ پھر اچانک اس نے جولیا کی کمر پر ایک ہلکی سی ٹھوکر لگا دی۔ جولیا تڑپ کر اٹھی۔ پہلے اس کی نگاہ اس جانب گئی جہاں عمران سویا ہوا تھا لیکن وہ جگہ خالی تھی۔ پھر اس نے جلدی سے کروٹ بدل کر دیکھا۔ اس کے قریب ایک عربی بدّو جھکا ہوا مسکرا رہا تھا۔ جولیا فوراً ہی بھانپ گئی کہ حالات کیا رخ اختیار کر چکے ہیں۔ اس نے دوسری جانب دیکھا۔ جاوید اور اختر ابھی تک گہری نیند سو رہے تھے اور ان کے قریب دو بدّو کھڑے تھے اور تیسرا ابھی ٹیلے کی چوٹی پر نمودار ہوا تھا۔

اس بدّو نے اب جولیا کے لمبے بال ایک مٹھی میں پکڑ لئے تھے اور اس کا چہرہ اوپر اٹھا کر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ لڑکی حسین بھی ہے یا نہیں۔ جولیا کے دو ہاتھ ریت پر ٹکے ہوئے تھے اور ابھی تک اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اس نے اپنے سر کو اس طرح جھٹکا جیسے اپنے بال آزاد کروانا چاہتی ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ایک ہاتھ بدّو کے چہرے کی جانب اٹھا۔ اور اسی لمحے بدّو نے نہ صرف جولیا کے بال چھوڑ دیئے بلکہ دو ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ کر عربی زبان میں مغلظات بکنے لگا۔ جولیا نے ریت کی مٹھی اس کی آنکھوں میں ڈال دی تھی۔

جونہی جولیا کے بال اس کی گرفت سے آزاد ہوئے اس نے دو تین قلابازیاں کھائیں اور ٹیلے کے نیچے اسی جانب لڑھک گئی جہاں عمران لڑھکا تھا۔ وہ بدّو ابھی تک عربی زبان میں مغلظات بک رہا تھا اور یہ مغلظات سن کر جاوید اور اختر ہڑبڑا کر اٹھ گئے تھے۔ لیکن اسی لمحے دو بدّوؤں نے اپنی اپنی رائفلیں کندھوں سے اتار کر ان کی جانب تان لی تھیں۔ اب عمران کیلئے عمل کا وقت تھا۔ وہ بھی ان ہی کے قریب اسی لباس میں کھڑا تھا۔ عمران نے اپنے کندھے سے رائفل اتارتے وقت رائفل کو کچھ ایسے انداز میں جھٹکا دیا کہ دونوں بدّوؤں کے ہاتھوں سے رائفلیں گر گئیں۔ یہی لمحہ جاوید اور اختر کیلئے کافی تھا۔ وہ دونوں ان دو بدّوؤں سے ٹکرا گئے۔ اور آدھی رات کے وقت تاروں کی ٹھنڈی چھاؤں میں ٹیلے پر یہ جنگ شروع ہو گئی۔

عمران عربی زبان میں بڑبڑاتا ہوا اس بدّو کی جانب بڑھا جو ابھی تک اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے گالیاں بک رہا تھا۔ عمران نے رائفل کا دستہ بڑے اطمینان سے اس کی کنپٹی پر مارا اور وہ بدّو ریت پر ڈھیر ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

اور اب عمران بڑے اطمینان سے ان چاروں کے قریب بیٹھ کر ان کی لڑائی دیکھنے لگا تھا۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ جاوید اور اختر ان بدّوؤں کی مرمت کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں بدّو نیچے تھے اور جاوید اور اختر اوپر تھے۔ تھوڑی ہی دیر کے اندر اندر جاوید اور اختر نے مار مار کر ان دونوں کا حلیہ

بگاڑ دیا تھا اور اب ان میں اتنی سکت بھی نہیں رہی تھی کہ وہ ہاتھ اٹھا کر اپنا دفاع ہی کر سکیں۔ جاوید نے اپنے مدمقابل کی گردن پر آخری ہاتھ مارا۔ یہ ہاتھ لگتے ہی بدو کی آواز بند ہو گئی تھی۔ اور وہ بھی بے ہوش ہو گیا تھا۔ جاوید نے ادھر ادھر دیکھا۔ اختر کا مدمقابل بھی ہمت ہار چکا تھا۔ اس لئے جاوید کو اس کی جانب سے تسلی تھی۔ پھر اچانک اس کی نگاہ اس بدو پر پڑی جو قریب ہی بڑے اطمینان سے بیٹھا ان کی جنگ دیکھ رہا تھا اور کبھی کبھی عربی زبان میں داد بھی دے رہا تھا۔ جاوید اپنی جگہ سے اچھلا اور اس پر چھا گیا

" ارے باپ رے۔ جاوید بھائی اپنوں بیگانوں کو تو پہچان لیا کریں۔" عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا اور جاوید اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

" ارے یہ آپ ہیں عمران صاحب۔"

" تو اور کون ہے۔ یہ میں ہوں یار۔ اٹھو۔ میرے لباس کا ستیاناس کر دیا ہے تم نے۔" عمران نے اسے اپنے اوپر سے پرے دھکیل دیا۔ اسی وقت اختر بھی اپنے مدمقابل کو بے ہوش کر کے ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اور پھر اسی لمحے ٹیلے کے اسی کنارے سے جولیا بھی نمودار ہو گئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور پکڑا ہوا تھا اور وہ عمران سے کہہ رہی تھی۔

" اگر جاوید بھائی دو تین منٹ مزید تم پر چھلانگ نہ لگاتے اور تمہاری اصل آواز سنائی نہ دیتی تو میرے ریوالور کی گولی یقیناً تمہاری کمر سے ہوتی ہوئی تمہارا سینہ چیر دیتی۔"

" گولی کی کیا ضرورت تھی۔ یہ سینہ تو پہلے ہی تمہاری پلکوں نے چھلنی کر دیا ہوا ہے۔" عمران نے جولیا کی جانب دیکھ کر بلند آواز میں کہا۔ اور پھر شرماتی ہوئی جولیا کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر ناچنے لگا۔

" دیکھ لیا یارو۔ میری بیگم کتنی بہادر ہے۔ جب تم لوگ سو رہے تھے تو اس نے اس بے ہوش بدو کی آنکھوں میں ریت ڈال کر اسے اندھا کر دیا تھا۔ ویسے سنا تھا کہ اس زمانے کی لڑکیاں مردوں

کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنے محبوب سے ملنے چلی جاتی ہیں۔ اب پتہ چلا کہ ریت بھی جھونکی جا سکتی ہے۔ ثبوت کے طور پر وہ بدو ابھی تک وہیں بے ہوش پڑا ہے۔ اور اب غور سے دیکھ لو بلدو، پہلے یہ صرف آنکھ کے اشارے سے قتل کیا کرتی تھی۔ اب اس کے ہاتھ میں ننھا سا ریوالور بھی ہے۔ لہٰذا یہ بڑی خطرناک قسم کی بیگم ہے۔" جاوید اور اختر متواتر قہقہے لگا رہے تھے اور ان قہقہوں میں جولیا کی دھمکیاں بھی شامل تھیں۔ پھر اس نے جولیا کو بڑی آہستگی سے ٹیلے پر اتار دیا۔

" اب بس نا۔ یہ ریوالور وہیں چھپا لو جہاں سے تم نے نکالا تھا۔ ورنہ تم جانتی ہو کہ مجھے اس قسم کے ہتھیاروں سے کس قدر خوف آتا ہے۔"

جولیا نے ریوالور پھر اپنے لباس میں چھپا لیا۔

" لیکن عمران صاحب۔" جاوید نے مسکرا کر پوچھا۔ "آپ نے یہ لباس کہاں سے حاصل کر لیا۔"

" یہ لباس یار مجھے ان کے ایک شریف ساتھی نے ادھار دیا تھا۔"

" ان کا شریف ساتھی۔ یعنی یہ تین نہیں چار تھے۔ وہ چوتھا کہاں ہے۔"

" نیچے گھوڑوں کے قریب لیٹا آرام کر رہا ہے۔"

" میں اسے دیکھ چکی ہوں عمران۔ اور اسے دیکھ کر ہی مجھے یقین ہو گیا تھا کہ تم قریب ہی کہیں موقع کی تلاش میں ہو تاکہ ان حملہ آوروں سے نپٹ سکو۔" جولیا نے مسکرا کر کہا۔

" بھلا میں تم سے دور کہیں جا سکتا ہوں۔ تم نے دور جانے کے قابل مجھے رہنے ہی کب دیا ہے۔"

" اب خاموش رہو ورنہ تمہارے دوست کہیں گے کہ تمہاری بیگم زبان دراز ہے۔" جولیا نے اسے پیار بھری دھمکی دی اور عمران نے جلدی سے ایک ہاتھ ہونٹوں پر رکھ کر جیسے اپنا منہ سی لیا ہو۔ وہ بالکل خاموش ہو گیا تھا۔ جاوید اور اختر ایک بار پھر قہقہے لگانے لگے تھے۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب۔" جاوید نے پوچھا۔

"کچھ نہیں یار۔ نیچے گھوڑے موجود ہیں۔ ایک ایک گھوڑے پر بیٹھو اور ایک ایک بے ہوش شخص کو اپنے آگے ڈال لو۔ جہاں گھوڑے لے جائیں گے چلے چلیں گے۔"

"اگر گھوڑوں نے کسی قبیلے میں پہنچا دیا تو۔"

"کوئی حرج نہیں۔ ہم قبیلے کے سردار سے ملیں گے اور پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

چنانچہ وہ چاروں ایک ایک گھوڑے پر بیٹھ گئے۔ چاروں بے ہوش بدوؤں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہوں نے گھوڑوں پر ڈال لیا اور گھوڑوں کا رخ مغرب کی جانب موڑ کر ان کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی۔ گھوڑے اپنی منزل کی جانب خود بخود روانہ ہو گئے تھے۔ یہ سفر طویل نہیں تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ان گھوڑوں نے انہیں ایک نخلستان میں پہنچا دیا۔ ارد گرد آبادی نہیں تھی البتہ اسی نخلستان میں دو خیمے لگے ہوئے تھے۔ غالباً وہ انہی لوگوں کے ہونگے۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر ایک خیمے سے ایک لمبا چوڑا اور قوی ہیکل آدمی باہر نکلا اس کے کندھے پر بھی بندوق تھی اور اس نے ایک ہاتھ میں مشعل اٹھا رکھی تھی۔ اس نے باہر نکلتے ہی ہانک لگائی۔

"تم آگئے ہو عامر۔"

لیکن جونہی مشعل کی روشنی گھوڑوں پر پڑی اور اس نے اپنے عربی ساتھیوں کی بجائے ان پر عمران وغیرہ کو دیکھا تو جلدی سے اس نے مشعل پھینک کر اپنی بندوق کی جانب ہاتھ بڑھایا۔ اسی لمحے عمران نے اپنے گھوڑے سے چھلانگ لگا دی اور بلند آواز میں کہنے لگا۔

"ٹھہرو۔ جلد بازی نہ کرنا۔ ہم دشمن نہیں دوست ہیں۔"

"اگر تم لوگ دوست ہو تو یہ چاروں بے ہوش کیوں ہیں۔؟"

"یہ اپنی حماقت کی وجہ سے بے ہوش ہوئے ہیں۔ اگر تمہارے ساتھ دوسرے آدمی بھی ہوں تو انہیں کہہ دو کہ انہیں اتار کر خیمے میں لے جائے۔ اگر اور کوئی نہیں تو میرے ساتھی انہیں اتار کر خیموں میں لٹا دیں گے۔"

اس شخص نے عمران کو جواب دینے کی بجائے بلند آواز میں پکارا۔

"عمر۔ سعد۔ خالد۔"

اور یہ آواز سنتے ہی اسی خیمے سے جس سے وہ نکلا تھا۔ تین عربی جوان بھاگتے ہوئے باہر نکلے ان تینوں کے ہاتھوں میں بھی رائفلیں تھیں۔ وہ بڑے غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی جانب دیکھنے لگے تھے۔

"یہ عامر وغیرہ بے ہوش ہیں۔ انہیں گھوڑوں کی پشت سے اتار کر ان کے خیمے میں لٹا دو اور انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کرو۔"

"بہت اچھا۔ سردار۔"

وہ تینوں جلدی سے گھوڑوں کی جانب بڑھے۔ اس اثناء میں جاوید اور اختر اور جولیا اپنے اپنے گھوڑوں سے اتر چکے تھے۔ ان تینوں نے اپنے چاروں بے ہوش ساتھیوں کو گھوڑوں کی پشت سے اتارا اور انہیں اٹھا کر ساتھ والے خیمے میں لے گئے۔

"اب تم لوگ بتاؤ۔ تم کون ہو۔" اس قوی ہیکل نے عمران سے پوچھا۔ یہ ساری گفتگو عربی زبان ہی میں ہو رہی تھی۔

"ہم مسافر ہیں سردار۔ رات یہاں سے چند میل دور ایک ٹیلے پر سو رہے تھے کہ تمہارے ساتھیوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ بس لڑائی ہو گئی اور یہ لوگ بے ہوش ہو گئے۔ ہم انہیں اٹھا کر یہاں لے آئے ہیں۔"

"کیا یہ لڑتے لڑتے بے ہوش ہوئے ہیں۔" سردار نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"جب یہ ہوش میں آئیں تو خود ان ہی سے پوچھ لینا سردار۔"

"ہاں میں پوچھوں گا۔ یہ ناممکن ہے کہ میرے ساتھیوں کو کوئی مار مار کر بے ہوش کر دے۔ وہ جوان بھی ہیں اور بہادر بھی۔"

"نہیں سردار۔ کوئی بہادر نوجوان کسی سوتے ہوئے انسان پر حملہ نہیں کیا کرتا۔ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ بزدل اور ڈرپوک ہیں۔"

"بکواس بند کرو۔ اگر تم میرے ساتھیوں کو اٹھا کر میرے خیمے تک نہ لاتے ہوئے تو میری رائفل کی گولی اب تک تمہارا سینہ چھلنی کر چکی ہوتی۔"

"یہ بکواس نہیں حقیقت ہے سردار۔ جب انہیں ہوش آئے تو ان سے پوچھ لینا کہ یہ کیسے بے ہوش ہوئے تھے۔ اور اگر پھر بھی یقین نہ آئے تو ان چاروں کو میرے سامنے لے آنا اگر میں انہیں دوبارہ بے ہوش نہ کر دوں تو۔......"

"کیا تمہارے بازوؤں میں اتنی قوت ہے کہ تم بیک وقت چاروں سے مقابلہ کر سکو۔"

"ان چاروں سے ہی نہیں۔ اور بھی تم جس سے چاہو مقابلہ کروا سکتے ہو۔ اگر ہمارے بازوؤں میں قوت نہ ہوتی تو پھر ان کی رائفلیں ہمارے پاس نہ ہوتیں۔ نہ ان کے گھوڑے ہماری

رانوں تلے ہوتے اور نہ صحرا کا سینہ چیر کر ہم یہاں تک پہنچتے۔ میرا تو خیال تھا سردار کہ تم بہادروں کی قدر کرو گے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس صحرا میں بہادری کے کچھ اور معنی ہیں۔"

"اجنبی نوجوان۔ میں تمہارے بازوؤں کی قوت ضرور آزماؤں گا۔ تمہارے ساتھیوں کی قوت بھی آزماؤں گا۔ لیکن صبح کے وقت۔ اس وقت تک میرا خیمہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے موجود ہے۔ لیکن یاد رکھنا اجنبی نوجوان۔ اگر رات کے کسی وقت تم لوگوں نے بھاگنے کی کوشش کی تو میری رائفل کی گولی کسی کو معاف کرنے کی عادی نہیں۔ یہ بہادروں اور بزدلوں دونوں ہی کے سینے چیر دیا کرتی ہے۔"

"اگر ہم نے بھاگنا ہوتا سردار تو ہم لوگ یہاں تک نہ پہنچتے۔ تمہارے ساتھیوں کو وہیں کہیں پھینک کر کسی اور جانب نکل جاتے۔ لیکن ہم تو بہادروں کی تلاش میں آئے ہیں اور اس صحرا میں اپنی قوتِ بازو سے اپنی روزی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔"

"صبح کے وقت تم سے بات ہو گی اجنبی نوجوان۔ اس وقت تک تم میرے مہمان ہو۔"

قوی ہیکل نے ایک بار پھر اپنے ساتھیوں کو آواز دی۔ وہی تینوں پھر باہر نکلے تو سردار نے انہیں حکم دیا کہ یہ خیمہ مہمان کے لئے خالی کر دیا جائے۔ صبح تک یہ مہمان ہیں۔ اور ان کی خاطر تواضع کی جائے۔ پھر وہ اس خیمے میں چلا گیا جہاں چاروں بے ہوش ابھی تک فرش پر آنکھیں بند کئے پڑے تھے۔

عمران نے خیمے میں جا کر اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ ان لٹیروں کے سردار کے ساتھ اس کی کیا گفتگو ہوئی ہے اور یہ مژدہ بھی سنایا کہ اب عنقریب ان کیلئے کھانے پینے کا سامان آ رہا ہے۔

"تو کیا ہم اب ہمیشہ یہاں ہی رہیں گے۔" جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہاں ہم صرف چند روز قیام کریں گے۔ صبح دیکھیں گے کہ یہ ہمارا کس کے ساتھ

مقابلہ کروانا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم مقابلہ جیت گئے تو پھر چند روز یہاں اطمینان سے باعزت گزار سکیں گے۔ اس کے بعد جو پروگرام بنے گا اس پر عمل کیا جائے گا۔"

"تمہارے متعلق تو مجھے یقین ہے کہ جس کے ساتھ بھی مقابلہ کرو گے اس کا بیڑہ غرق کر دو گے لیکن یہ جاوید بھائی اور اختر بھائی ....." جولیا کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔

"ہماری فکر نہ کرو بھائی۔ رات ہم نے ان بدوؤں کی قوت دیکھ لی تھی۔ اگر یہ اس سردار کے بہادر نوجوان ہیں تو ہمیں فکر نہیں۔ رات انہوں نے دو دو ہاتھ برداشت کئے تھے۔ صبح ممکن ہے تیسرے پر بے ہوش ہوں۔ لہٰذا ہماری فکر آپ بالکل نہ کریں۔"

"تب ٹھیک ہے۔ صبح جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اب تو کھانے کا انتظار ہی کرنا چاہیئے۔"

لیکن انہیں زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا۔ ان کیلئے ایک بہت بڑے اور چوڑے برتن میں، دو آدمی بھنا ہوا گوشت اور دودھ کا ایک برتن لے آئے۔

"سردار نے کہا ہے کہ افسوس آدھی رات کے وقت یہی کچھ موجود تھا۔ اگر بستی قریب ہوتی تو آپ کیلئے کچھ اور انتظام بھی کیا جاتا۔"

"سردار کا ہماری جانب سے بہت بہت شکریہ ادا کر دینا۔ ہمارے لئے یہی بہت ہے۔ کیا تمہارے ساتھی ہوش میں آئے ہیں یا نہیں۔"

"ابھی نہیں۔ سردار ان ہی کے پاس بیٹھا ہے۔"

"وہ جلد ہوش میں آ جائیں گے۔ سردار سے کہنا کہ فکر کی ضرورت نہیں۔"

کھانا لانے والے جوان باہر چلے گئے اور یہ چاروں بھنے ہوئے گوشت اور دودھ سے انصاف کرنے لگے۔ دو دن سے بھوکے تھے اس لئے برتن جلد ہی صاف ہو گیا تھا۔ پھر عمران نے سرگوشی کے انداز میں انہیں سمجھایا کہ گو انہوں نے ہمیں اپنا مہمان بنا لیا ہے۔ اس کے باوجود ان جزیروں کی جب

تک اصلیت کا پتہ نہ چل جائے ہمیں ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اس نے چاروں کی ایک ایک گھنٹہ بیدار رہ کر نگرانی کرنے کی ڈیوٹی لگا دی اور پھر لمبی تان کر یہ لوگ سو گئے۔

صبح کے وقت جولیا نے ہی انہیں جگایا تھا کیونکہ آخری ڈیوٹی اسی کی تھی۔ اس وقت آفتاب مشرق سے طلوع ہو رہا تھا۔ اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ عمران نے خیمے کے باہر نکل کر دیکھا۔ نخلستان کافی وسیع تھا۔ اس میں ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا جس نے ایک چھوٹے سے تالاب کی صورت اختیار کر لی تھی۔ عمران اس نخلستان کی سیر کرنے لگا۔ اور جب وہ اپنے خیمے کی جانب واپس آ رہا تھا تو اسے سردار مل گیا جو تالاب کی جانب جا رہا تھا۔

"صبح بخیر سردار۔" عمران نے پہل کی۔

"اوہ۔ ہاہاہا۔ صبح بخیر۔ رات کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔"

"نہیں سردار۔ بڑے مزے سے سوتے رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ملاقات ہو گی۔" اتنا کہہ کر سردار آگے بڑھ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے تالاب ہی سے منہ ہاتھ وغیرہ دھو لیا تھا اور آئندہ آنے والے لمحات کیلئے تیار ہو گئے تھے۔ ناشتے میں انہیں تازہ دودھ۔ شہد۔ مکھن اور روٹی ملی تھی۔ عمران یہ نہیں سمجھ سکا تھا کہ روٹی گندم کی ہے۔ مکئی کی یا باجرے کی یا تینوں کا مرکب ہے۔ بہرحال انہوں نے ناشتہ ڈٹ کر کیا تھا۔

دن کے قریباً دس بجے جب سورج کافی بلندی پر آ گیا تھا اور اس کی شعاعیں اب ارد گرد کے ماحول میں حدت پیدا کرنے لگی تھیں۔ سردار عمران کے خیمے میں داخل ہوا۔ اس وقت یہ چاروں فرش پر اطمینان سے بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ ان سب نے تو نہیں البتہ جولیا نے اپنا لباس تبدیل کر لیا تھا کیونکہ رات وہ ریت میں لتھڑی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے ایک رات اسے آوارہ گرد نوجوان نے اٹھا لیا تھا۔ ویسے بھی اس کا

لباس جگہ جگہ سے پھٹ چکا تھا۔ اس لئے اس نے سبز رنگ کا وہ لباس پھینک ہی دیا تھا۔ اور اس وقت گلابی رنگ کے لباس میں وہ یوں بیٹھی تھی جیسے گلاب کے پھول کی پنکھڑیاں چن دی ہوں۔ عمران جاوید اور اختر نے لباس اس لئے تبدیل نہیں کئے تھے کہ ممکن ہے بقول سردار انہیں کسی کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑے۔ لہٰذا ان کا خیال تھا کہ مقابلہ کرنے کے بعد ہی لباس وغیرہ تبدیل کیا جائے گا۔ سردار جب خیمے میں داخل ہوا تو اس کی نگاہ سب سے پہلے جولیا ہی پر پڑی تھی۔ وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ غالباً رات کے وقت اس نے جولیا کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ البتہ اس کے ساتھیوں نے ضرور بتا دیا ہوگا۔ لیکن اس وقت اپنے سامنے حسن کا مجسمہ دیکھ کر وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ان مسافروں کے ساتھ ایسی حسین دوشیزہ بھی ہو سکتی ہے۔ تاہم وہ جلدی ہی سنبھل گیا۔ اور پھر عمران کی جانب بڑھا۔

" اجنبی جوان۔ میرے چاروں ساتھی ہوش میں آگئے ہیں۔" وہ پھر بولا۔ اور ان میں سے دو نے اعتراف کیا ہے کہ وہ مقابلہ کرتے ہوئے مار کھا گئے تھے۔ ایک نے کہا ہے کہ تمہاری اس ساتھی نے اس کی آنکھوں میں ریت ڈال دی تھی اور پھر تم میں سے کسی نے اس کو ضرب لگا کر بے ہوش کر دیا۔ اور چوتھے نے کہا ہے کہ وہ گھوڑوں کے پاس کھڑا تھا کہ کسی نے عقب سے اس پر حملہ کر کے اسے گرا لیا اور پھر بے ہوش کر دیا۔"

" تمہارے ساتھیوں نے تمہیں بالکل ٹھیک بتایا ہے سردار۔ ایسے ہی ہوا تھا۔ اب تم کیا چاہتے ہو۔" عمران نے پوچھا۔

" میں نے ان دونوں کو صبح سویرے اپنے شیخ کے پاس بھیج دیا ہے جو لڑتے ہوئے مات کھا گئے۔ مجھے ایسے بزدل ساتھیوں سے نفرت ہے جو کسی کے ساتھ لڑیں اور مقابلہ ختم نہ کریں بلکہ خود بے ہوش ہو جائیں۔"

" بہادروں کی یہی نشانی ہے سردار۔"

" اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اس شخص پر کس نے حملہ کیا تھا جو گھوڑوں کے پاس کھڑا تھا اور اس شخص کو کس نے ضرب لگائی تھی جس کی آنکھوں میں ریت تھی۔"

" وہ میں تھا سردار۔" عمران نے اپنے سینے کی جانب انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" کیوں۔" سردار کی آواز میں غراہٹ تھی۔

" اس لئے سردار کہ یہ لوگ چوروں کی طرح ہم آرام کی نیند سونے والوں پر حملہ کرنے آئے تھے۔ انہوں نے حملہ کرنے سے پہلے ہمیں بیدار نہیں کیا تھا۔ اور تمہارا وہ ساتھی جس کی آنکھوں میں ریت پڑی تھی، وہ صرف بزدل ہی نہیں سردار۔ کمینہ بھی ہے۔ اس نے میری بیوی کو جب وہ سو رہی تھی۔ بالوں سے پکڑ کر اٹھایا تھا اور اس کے بال کھینچ رہا تھا۔ اگر میں اسے ضرب نہ لگاتا تو کیا اسے اپنے سر پر اٹھاتا۔ کیا کسی سوتی ہوئی عورت پر حملہ کرنا بہادروں کا شیوا ہے۔"

" اس نے مجھے یہ سب کچھ نہیں بتایا۔"

" اب اسے یہاں بلا کر پوچھ لو سردار۔ اگر اس میں جرأت ہے تو یہاں آکر انکار کر دے۔ پھر اس کے ساتھ میں نہیں، میری بیوی مقابلہ کرے گی۔"

" تمہاری بیوی۔" سردار نے حیرت سے کہا اور جولیا کی جانب دیکھنے لگا۔

" ہاں سردار۔ میری بیوی جسقدر خوبصورت ہے اس سے زیادہ بہادر، دلیر اور خونخوار ہے۔ تمہارے اس ساتھی کو شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے صرف اس کی آنکھوں میں ریت ہی ڈالی تھی۔ اس کی گردن نہیں مروڑ دی تھی۔"

" مجھے یقین نہیں آرہا اجنبی جوان کہ یہ چھوٹی سی گڑیا اتنی خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔"

" وقت آنے پر یقین بھی آجائے گا سردار۔ کیا اب تم اپنے ساتھی سے حقیقت دریافت نہیں کرو گے۔" عمران نے چھبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او، ہاں۔ کیوں نہیں، سعد، سعد،" سردار نے آوازیں دیں۔

"جی سردار۔" سعد نامی نوجوان خیمے میں داخل ہو کر مؤدب کھڑا ہو گیا۔

"بلاؤ اس حرامی کو۔ کیا نام ہے اس کا۔ وقاص۔ بلاؤ وقاص کو۔"

سعد جلدی سے باہر نکل گیا اور پھر چند لمحوں کے بعد وقاص کو ساتھ لے کر خیمے میں داخل ہوا۔

"وقاص۔ اگر تم نے جھوٹ بولا تو یہاں کھڑے کھڑے تمہاری کھال اتار دونگا۔ سچ بتاؤ جب تم اس لڑکی کے پاس گئے تھے، یہ سو رہی تھی یا بیدار تھی۔"

"یہ اُدھ منہ سو رہی تھی سردار۔"

"پھر۔"

"سردار۔ اس کے لباس سے مجھے شک ہوا تھا کہ یہ مرد نہیں عورت ہے۔ پھر میں نے اسے سیدھا کیا تو پتہ چلا کہ یہ لڑکی ہے۔"

"تم نے اس کے بال بھی پکڑے تھے؟"

"ہاں سردار۔ میں نے اس کے بال ایک مٹھی میں پکڑ کر اسے بٹھایا تھا۔"

سردار اُسی وقت غضبناک حالت میں اٹھا اور اس نے وقاص کے منہ پر زوردار دو تھپڑ رسید کر دیئے۔ ان تھپڑوں کی آواز خیمے سے باہر دور تک گئی تھی۔ وقاص گرتے گرتے بچا تھا۔

"بزدل کمینے انسان، ایک سوتی ہوئی لڑکی کے بال پکڑ کر تم نے بڑی بہادری کا ثبوت دیا ہے اسکا انعام تمہیں شیخ سے تو بعد میں دلواؤنگا پہلے اسی لڑکی سے کیوں نہ دلوا دوں۔ چلو تیاری کرو تمہارا اس لڑکی کے ساتھ مقابلہ ہوگا۔"

"سردار۔ لڑکی کے ساتھ۔"

"ہاں بزدل انسان۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ جب یہ جاگ رہی ہو تب بھی تم اس کے بال پکڑ کر کھینچ

سکتے ہو یا نہیں۔"

"سردار۔ شیخ کیا کہے گا۔ میرا ایک لڑکی کے ساتھ مقابلہ۔"

"ہاں یہ مقابلہ میں اپنی ذمہ داری پر کروا رہا ہوں۔ اگر تم ہار گئے تو پھر تمہیں باقی انعام شیخ خود دیگا۔ جاؤ۔" پھر وہ عمران کی جانب دیکھ کر کہنے لگا۔

"اجنبی جوان۔ اگر اس لڑکی نے میرے آدمی کو ایک ہاتھ بھی مار دیا تو میں مقابلہ بند کروا دونگا اور اس کے بعد تم لوگوں کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوست بن جاؤنگا اور اگر یہ لڑکی میرے ساتھی کا ایک ہاتھ بھی برداشت نہ کر سکی تو پھر اسی وقت تم لوگوں کو یہاں سے نکل جانا پڑے گا۔ اب اپنی بیوی سے کہو وہ مقابلہ کی تیاری کر لے مقابلہ باہر کھجوروں کی چھاؤں تلے ہوگا۔"

"ٹھیک ہے سردار۔" عمران نے مسکرا کر جواب دیا اور سردار خیمے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے پوری گفتگو کی تفصیل اپنے ساتھیوں کو بتائی تو جاوید اور اختر ششدر رہ گئے۔

"لیکن عمران صاحب۔ کیا بھابی کے ساتھ یہ زیادتی نہیں۔"

"نہیں یار۔ تم نے اپنی بھابی کے ہاتھ ابھی دیکھے ہی نہیں۔ بالکل اطمینان رکھو۔ اگر وہ آدمی دوبارہ تڑپ تڑپ کر بے ہوش نہ ہو گیا تو پھر میں آج ہی اس سے طلاق لے لونگا۔ اب تم لوگ ذرا باہر نکل جاؤ تاکہ تمہاری بھابی جنگ کی تیاری کر لے۔"

جولیا عمران کے اس فیصلے سے خود بھی حیران تھی۔ گو وہ جنگ کے فن سے واقف تھی اور اپنا دفاع بھی کر سکتی تھی۔ ساتھی ٹریننگ تو اسے ایکسٹو نے دی ہوئی تھی۔ لیکن کسی جوان سے باقاعدہ مقابلہ اس نے آج تک نہیں کیا تھا۔ چنانچہ جب جاوید اور اختر باہر نکل گئے تو وہ حیرت بھری نگاہوں سے عمران کی جانب دیکھنے لگی۔

"کیا واقعی طلاق لینے کی نیت ہے۔" جولیا نے مسکرا کر کہا۔

" نہیں بلکہ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تمہارا رعب ان بدوؤں پر پڑ جائے اور آئندہ ان میں سے کوئی تمہاری جانب بری نگاہ سے نہ دیکھ سکے۔"

" لیکن یہ جنگ .... اس کا انجام کیا ہوگا۔؟"

" کچھ نہیں۔ لو یہ انگوٹھی پہن لو اور اپنا یہ لباس اتار کر پتلون جیکٹ پہن لو۔ کیا تمہارے پاس پتلون وغیرہ ہے۔؟"

" نہیں تم نے ہی تو منع کیا تھا کہ صرف قمیص شلوار اور ساڑھیاں ہی ساتھ لاؤں۔"

" میں احتیاطاً تمہارے لئے ایسے دو جوڑے لے آیا تھا۔" عمران نے اٹیچی سے ایک جوڑا نکال کر جولیا کو دیا۔ اور اب غور سے سنو۔ تمہارا کام صرف یہ ہوگا کہ جب وہ شخص تم پر چھلانگ لگائے تم نیچے جھک کر پوری قوت سے انگوٹھی والا ہاتھ اس کے جسم کے کسی بھی حصے میں مار دینا۔ خبردار۔ یہ ہاتھ تمہارے جسم پر نہیں پڑنا چاہیئے۔" " لیکن ٹھہرو۔" عمران نے انگوٹھی والا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی کو ایک خاص انداز میں دبایا اور پھر کہنے لگا۔ اب یہ انگوٹھی بے ضرر ہے۔ جب مقابلے کیلئے نکلو تو انگلی یا انگوٹھے سے اس کا یہ حصہ دبا دینا۔" اس نے ایک حصے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ سمجھ گئی ہو۔؟"

" ہاں بالکل۔"

" بس ٹھیک ہے۔ میں باہر جا رہا ہوں تم تیاری کر لو۔ اس میں تمہارے سائز کے فل بوٹ بھی ہیں پتلون اور جیکٹ بھی۔ بیلٹ بھی اور بالوں کی باندھنے کیلئے جالی بھی، جلد از جلد تیار ہو جاؤ۔ جب تیاری مکمل کر لو تو مجھے اندر بلا لینا۔"

" او کے۔" جولیا نے مسکرا کر جواب دیا اور پھر لباس تبدیل کرنے لگی۔ عمران باہر چلا گیا تھا تقریباً پندرہ منٹ کے بعد جولیا نے اسے اندر بلا لیا۔ اب وہ تیار ہو چکی تھی اور اس کے سفید بدن پر یہ سیاہ رنگ کا چست لباس قیامت ڈھا رہا تھا۔ عمران نے خود اس کی انگوٹھی کا مطلوبہ حصہ دبا دیا اور پھر اسے

ہدایت کی کہ مقابلے سے پہلے معمولی سی اچھل کود کر لینا تاکہ سردار یہی سمجھے کہ تم ورزش کر رہی ہو۔"

سردار کا آدمی اسے بلانے آ گیا تھا۔

عمران جب جولیا کو ساتھ لے کر باہر نکلا تو خیموں سے تھوڑی دور کھجوروں کے جھنڈ تلے سردا[ر] اور اس کے سارے ساتھی ایک جانب کھڑے تھے، جولیا اور عمران کو دیکھ کر جاوید اور اختر بھی ان کے ساتھ ہو لئے۔ وہ خود بھی جولیا کو حیرت سے دیکھ رہے تھے اور جب جولیا میدان میں پہنچی تو سردار اور اس کے ساتھیوں پر تو واقعی حیرت کا دورہ پڑ گیا۔

" سردار تمہارا ساتھی غیر مسلح ہے یا ہتھیار بند ہے۔"

" وہ بالکل غیر مسلح ہے۔ اجنبی جوان۔"

" تب ٹھیک ہے سردار اسے میدان میں بھیجو تاکہ میری بیوی کے ساتھ مقابلہ کر سکے۔"

جولیا اس اثناء میں میدان کے درمیان پہنچ چکی تھی اور اس نے جاتے ہی ورزش شروع کر دی تھی۔ کبھی وہ بازوؤں کو فضا میں لہراتی کبھی ٹانگیں لہراتی۔ کبھی اچھلنے کودنے لگتی۔ اس کا ا[نداز] بالکل ایسا ہی تھا جیسے کوئی پہلوان فری اسٹائل کشتی لڑنے سے پہلے ورزش کیا کرتا ہے۔

★ ——————————————— ★

" سردار ایک بات اور ہے۔" عمران نے بلند آواز میں کہا تاکہ سب لوگ سن لیں۔

" کیا بات ہے اجنبی جوان۔؟"

" سردار۔ جب تک ان دونوں مقابلہ کرنے والوں میں سے کوئی ایک تڑپ تڑپ کر بے ہو[ش] ہو جائے اس وقت تک مقابلہ جاری رہنا چاہیئے۔"

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے اجنبی جوان لیکن اپنی بیوی سے پوچھ لو۔"

"یہ میں اسی کی خواہش پہ کہہ رہا ہوں سردار۔"

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہوگا۔" سردار نے جواب دیا۔

لیکن عمران اور جولیا کے علاوہ باقی سب لوگ حیرت زدہ تھے کہ یہ کیا حماقت ہے۔ ایک قوی ہیکل صحرائی بدو کے ساتھ ایک نرم و نازک خوبصورت دوشیزہ کا مقابلہ ہی اوّل تو حماقت تھا۔ اور یہ حماقت اگر سرزد ہو ہی گئی تھی تو پھر بے ہوش والی شرط کیوں رکھ دی تھی۔ جاوید اور اختر تو بہت پریشان تھے۔ ان کے سامنے دو دن پہلے ایک غنڈہ جولیا کو کندھے پر اٹھا کر بھاگ گیا تھا اور جولیا صرف چیخیں ہی مارتی رہ گئی تھی۔ اگر اس نے دھوکے سے بدو کی آنکھوں میں ریت ڈال دی تھی تو اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ جولیا بہت بڑی بہادر بن گئی ہے۔ کیا عمران یہ حماقت نہیں کر رہا۔ وہ دونوں بس یہی کچھ سوچ رہے تھے۔

" ادھر سردار اور اس کے ساتھی سوچ رہے تھے کہ کہیں یہ جوان جو عربی بالکل عربوں جیسے لہجے میں بولتا ہے کہیں اپنی بیوی سے تنگ تو نہیں آگیا اور محض اس بہانے اپنی بیوی کی ہڈیاں اور پسلیاں تڑوا کر اس سے نجات حاصل کرنا تو نہیں چاہتا۔ پھر وہ سوچتے کہ اتنی خوبصورت اور پیار کرنے والی بیوی سے نجات کون بیوقوف حاصل کرے گا۔ تو کیا واقعی اس کی بیوی میں اتنی قوت ہے کہ وہ ان کے ساتھی کا مقابلہ کر سکے۔ آج تک تو ایسا نہیں ہوا کہ کسی بھی شہر کی دوشیزہ نے کسی صحرائی جوان کے ساتھ مقابلہ بھی کیا ہو اور اس کی ہڈیاں بھی توڑی ہوں۔ یہ نوجوان یقیناً اپنی بیوی کو دھوکے میں مروانا چاہتا ہے۔ اور سردار نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر اس کی بیوی مغلوب ہوتی دکھائی دی تو وہ اپنے ساتھی کو منع کر دے گا اور پھر اس شخص سے اس کی بیوی کو دھوکہ دینے کی جواب طلبی کرے گا۔

لیکن ایسے کسی بھی قسم کے خیالات نہ عمران کے دل میں تھے اور نہ جولیا کے دل میں۔

جولیا عمران کی فطرت سے واقف تھی اور اسے یقین ہو چکا تھا کہ یہ انگوٹھی جو عمران نے اسے پہنائی ہے یہ ضرور کوئی معجزہ دکھائے گی۔

سردار کا ساتھی بھی میدان میں نکل آیا تھا۔

اس نے اپنا چغہ اتار دیا تھا اور سر کا رومال بھی اتار کر سردار کے قدموں میں یہ دونوں چیزیں رکھ دی تھیں۔

جولیا نے اب اس بدو کے ارد گرد اچھلنا کودنا شروع کر دیا تھا۔ بدو درمیان میں کھڑا تھا اور جولیا ایک دائرے کی شکل میں اس کے چاروں جانب گھوم رہی تھی۔ بدو اپنی جگہ کھڑا چار جانب گھوم گھوم کر اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اس اچھلتی کودتی لڑکی کا کیا کرے۔ لڑائی بھڑائی کے جدید فن کا وہ ماہر نہیں تھا۔ وہ تو صحرا ہی میں پیدا ہوا۔ وہیں پرورش پائی اور پروان ہوا۔ اس کے بازوؤں میں طاقت تھی۔ اس نے شاید زندگی میں کئی ایک سے کشتیاں بھی لڑی ہونگی اور مار کٹائی بھی کی ہو گی لیکن آج اس کے سامنے جو انداز پیش ہو رہا تھا یہ بالکل نیا تھا۔ وہ نہ فری سٹائل کشتی یا جوڈو کراٹے سے آگاہ تھا۔ نہ اس نے کبھی یہ داؤ پیچ دیکھے تھے بلکہ ممکن ہے کہ ان کا نام بھی نہ سنا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ وہ حیرت زدہ تھا۔ کبھی اس کا دل چاہتا قہقہے لگائے اور کبھی دل چاہتا کہ رو دے۔ کبھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر جاتی اور کبھی پریشانی کی لہریں لہرانے لگتیں۔ وہ شش و پنج میں تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ اگر آگے بڑھ کر اس اچھلتی کودتی لڑکی کو پکڑنے کی کوشش کرے، اور اگر لڑکی جو بڑی پھرتیلی دکھائی دیتی ہے اس ہاتھ نہ لگے تو سردار اور اس کے باقی ساتھی اس کا مذاق اڑائیں گے۔ لیکن کیا وہ یونہی بیوقوفوں کی طرح اس اچھل کود کو دیکھتا رہے گا۔

اور ابھی وہ یہ سب کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ جولیا اچانک اپنی جگہ سے پوری قوت سے اچھلی اس نے اپنی دونوں ٹانگیں جوڑ رکھی تھیں۔ جب وہ بدو کے سینہ کے برابر پہنچی تو اس نے پوری قوت سے بدو کے سینے پر اپنے دونوں پاؤں مارے بدو کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ یہ لڑکی اس طرح اسے دولتی مارے گی۔ فلائنگ کک کے تو خیر لفظ ہی سے وہ ناآشنا تھا۔ جب اس کے سینے پر جولیا کے دونوں قدم پڑے تو اس کے ذہن میں پہلا خیال دولتی ہی کا آیا تھا۔ اور اس دولتی کو وہ برداشت نہ کر سکا۔ الٹ کر پیچھے گر گیا۔ ادھر جولیا بھی گر گئی تھی لیکن دونوں جلد ہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

سردار اور اس کے ساتھیوں پر پہلے تو حیرت کا دورہ پڑا اور پھر انہوں نے تالیاں بجا بجا کر اس دولتی کی داد دی۔ اب سردار دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکی واقعی مقابلہ کر سکتی ہے۔ اجنبی نوجوان اپنی بیوی کی ہڈیاں تڑوانا نہیں چاہتا بلکہ ممکن ہے کہ اس کے ساتھی ہی کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں۔ وہ سب اب بڑی دلچسپی سے یہ مقابلہ دیکھنے لگے تھے۔

جولیا نے ایک بار پھر بدو کے اردگرد اچھلنا کودنا شروع کر دیا تھا۔

اس مرتبہ بدو اپنی شرمندگی دور کرنے کیلئے تیار ہو چکا تھا۔ پہلی بار وہ ناسمجھی میں دولتی کھا کر گر گیا تھا۔ اس مرتبہ اس نے فیصلہ کیا کہ اس لڑکی پر چھلانگ لگا کر اسے دبوچ لے۔ چنانچہ وہ آہستہ آہستہ جولیا کی جانب بڑھنے لگا۔ لیکن جولیا اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ برقرار رکھ کر اچھل کود کرتی رہی۔ بدو اب دانت پیس کر اسے گھورتا رہا تھا۔

پھر اچانک بدو نے اس پر چھلانگ لگائی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے کوئی شہباز حقیر سی چڑیا پر جھپٹتا ہے۔ لیکن یہ چڑیا حقیر نہیں تھی۔ بڑی ہوشیار اور تیز طرار تھی۔ جونہی بدو اسکی جانب لپکا۔ وہ جلدی سے چھلانگ لگا کر ایک جانب ہٹ گئی۔ بدو اپنی ہی جھونک میں آگے بڑھتا گیا اور ابھی وہ سنبھلنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ جولیا نے اس کی پسلی میں ایک اور ٹھوکر

لگا دی۔ بدو اب سخت بپھر گیا تھا۔

اردگرد کھڑے لوگ پھر تالیاں پیٹ رہے تھے۔ سردار اپنے ساتھی کو لعن طعن کر رہا تھا کہ تم ... ہوکر ... نہیں کر سکتے۔ وہ دو مرتبہ تمہیں گرا چکی ہے۔ اور تم بزدلوں کی طرح مار کھا رہے ہو اگر اس مرتبہ تم نے اس پر قابو نہ پایا تو میں خود تمہاری ہڈی پسلی ایک کر دوں گا۔"

بدو اس مرتبہ بڑے غضبناک انداز میں اٹھا تھا۔ ایک تو اسے شرمندگی تھی۔ دوسرے سردار کی لعن طعن نے اس کا پارہ انتہا تک پہنچا دیا تھا۔ اس مرتبہ اس کے اٹھنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے زخمی شیر زندگی کی بازی لگا کر اپنے شکار پر جھپٹ پڑتا ہے۔

عمران نے سردار کی لعن طعن سن کر جولیا کو بلند آواز میں کہا تھا کہ اس مرتبہ اپنا آخری داؤ استعمال کرے اور مقابلہ کو ختم کر دے۔ جولیا نے کنکھیوں سے عمران کی جانب دیکھا اور مسکرا دی تھی۔

بدو اپنی جگہ سے اٹھا اور کسی سانڈ ہی کی طرح ڈکراتا ہوا جولیا کی جانب بڑھا اس کی آنکھوں ... شعلے ... جیسے اس کے جسم کا سارا خون جمع ہو گیا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے جولیا کو چیر پھاڑ دے گا اور اس کی نیت بھی یہی تھی۔ وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ ایک مرتبہ یہ لڑکی اس کے قابو آجائے۔ پھر وہ اسے اس قدر زور سے بھینچے گا کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔ اور یہی سب کچھ سوچ کر اس نے ایک بار پھر جولیا پر چھلانگ لگا دی تھی۔

جولیا اس مرتبہ اپنی جگہ سے اچھلی نہیں تھی۔ تبھی اس نے اپنے آپ کو اس بدو کے حملے سے بچانے کی کوشش کی تھی۔ جونہی بدو چھلانگ لگا کر اس پر جھپٹا۔ جولیا جلدی سے نیچے بیٹھ گئی۔ بدو اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا سامنے فرش پر گرا۔ جولیا فوراً ہی اٹھی۔ اس نے بدو کی قمیض گردن کی پشت سے پکڑی اور پھر پوری قوت سے بدو کی پسلی میں مکا مار دیا۔

اور پھر ..... وہاں ایک ایسا منظر دیکھنے میں آیا جس کا عمران کے علاوہ اور کوئی دوسرا

شخص تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ جولیا کا مکا بُدّو کی بائیں پسلی میں لگا تھا۔ ضرب پڑتے ہی بدّو اپنی جگہ سے اچھل کر چار پانچ فٹ دائیں جانب جا گرا اور پھر اس طرح تڑپنے لگا جیسے ذبح ہوتا ہوا بکرا تڑپا کرتا ہے۔ صحرا میں اس کی دلدوز بلند چیخیں گونج رہی تھی۔ اور وہ فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ اچھل رہا تھا۔ رو رہا تھا اور دھاڑیں مار رہا تھا۔ ارد گرد کھڑے سارے لوگ بڑی حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ صرف جولیا اور عمران ہی مسکرا رہے تھے۔ جاوید اور اختر بھی حیرت کا بت بنے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر جولیا کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا تھا اور خوشی سے ناچنے لگا تھا۔ جاوید اور اختر نے بھی جب یہ معجزہ دیکھا تو وہ بھی خوشی سے اچھلنے اور کودنے لگے تھے۔ سردار اور اس کے ساتھی کبھی حیرت سے زمین پر تڑپنے والے اپنے ساتھی کو دیکھ رہے تھے اور کبھی خوشی سے ناچنے والے عمران اور اس کے ساتھیوں کی جانب .... اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ حیرت کا اظہار کرے یا خوشی کا ـــ پھر وہ آہستہ آہستہ عمران کی جانب بڑھا۔

" اجنبی نوجوان تمہاری بیوی کی فتح پر میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ آج سے تم میرے دوست ہو۔ اور تم اپنے اس صحرائی دوست کو نہ کبھی بے وفا پاؤ گے اور نہ بزدل "۔

عمران نے سردار کے ساتھ مصافحہ پرجوش انداز میں کیا اور پھر کہا " سردار ہم تمہاری اس دوستی کا حق پوری طرح ادا کریں گے۔ "

" کیا نام ہے تمہارا " سردار نے پہلی بار اس کا نام پوچھا۔

" عمران " " اور یہ ہیں میرے ساتھی جاوید اور اختر۔ اور میری بیوی کا نام جولیانا ہے، میں اسے پیار سے 'جولی' کہا کرتا ہوں "۔

" عمران، مجھے تمہاری بیوی کی طاقت پر حیرت بھی ہے اور فخر بھی۔ میں حیران تھا کہ اس علاقے

میں اتنی خوبصورت بیوی کو لا کر تم نے حماقت کا ثبوت دیا ہے۔ لیکن اب پتہ چلا کہ میرا یہ خیال بھی حماقت تھا۔ یہ اب اس پورے صحرا میں نوجوان اونٹنی کی طرح جدھر جی چاہے آوارہ پھر سکتی ہے مجھے یقین ہے کہ اس صحرا کے کسی نوجوان میں اتنی ہمت نہیں ہوگی کہ اس کو نکیل ڈال سکے۔ "

" نکیل تو یہ خود ڈالتی ہے سردار۔ مجھے پوری زندگی میں ایک ہی بار اس کا مکا لگا تھا۔ بس میں تمہارے اس ساتھی کی طرح تڑپتا ہی رہ گیا اور جب میری حالت کچھ سنبھلی تو اس نے مجھے نکیل ڈال لی تھی۔ اب تو میں اس کا غلام ہوں سردار " عمران نے جولیا کو کندھوں سے نیچے کھڑا کر دیا تھا او جولیا گو عربی سمجھ نہیں رہی تھی تاہم گفتگو کے انداز سے سمجھ گئی تھی کہ اسی کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے۔ اس لئے مسکرا دی تھی۔

" میں ایک بار پھر تمہیں مبارکباد دیتا ہوں عمران۔ کیا یہ بزدل اسی طرح تڑپ تڑپ کر مر جا گیا یا ٹھیک ہو جائے گا۔ "

" یہ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا سردار۔ اب تم اپنے باقی ساتھیوں کو سمجھا دو کہ میری بیو کا سامنا کرنے کی کوشش نہ کوئی کریں ورنہ ان کی موت کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہوگی۔ "

" انہوں نے ایک ساتھی کا حشر دیکھ لیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ انہیں عقل آگئی ہوگی " سر نے مسکرا کر جواب دیا اور پھر اپنے ساتھیوں کی جانب بڑھ گیا۔

" اسے اٹھا کر خیمے میں پہنچا دو اور تم " سعد " فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر گاؤں جاؤ او شام سے پہلے پہلے دو بھنے ہوئے مسلّم بکرے میں یہاں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور دیکھو یہاں جو کچھ تم نے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ جا کر شیخ سے بتا دینا اور میری جانب سے درخواست کرنا کہ کل میں شیخ کا استقبال یہاں کرنے کیلئے تیار رہوں گا۔ میں اپنے ان عظیم دوستوں کو شی سے ملوانا چاہتا ہوں۔ وہ خود بہادر ہے اور بہادروں کا قدر دان بھی۔ سن لیا تم نے۔ "

"سن لیا ہے سردار۔"

"تو پھر بھاگ جاؤ، ابھی تک یہاں کیوں کھڑے ہو۔؟"

چنانچہ سعد اسی وقت اس جانب بھاگ گیا جہاں گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ اس نے اپنا گھوڑا کھولا۔ اچک کر اس پر سوار ہوا۔ اور پھر اسے شمال کی جانب سرپٹ دوڑانے لگا۔ سردار اس وقت تک اسے دیکھتا رہا جب تک کہ اس کے گھوڑے کی گرد بھی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو گئی تھی۔

اور پھر یہ سب لوگ خیموں میں آ گئے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد جب عمران نے دیکھا کہ دوسرے خیمے سے چیخوں کی آواز مدھم پڑ گئی ہے تو وہ اٹھا اور اس خیمے میں چلا گیا جہاں سردار اور اس کے ساتھی بیٹھے تھے اور وقاص ان کے سامنے فرش پر لیٹا آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا۔

"آؤ عمران میرے دوست۔ آؤ۔ اب یہ شاید ٹھیک ہو رہا ہے۔"

"ہاں سردار۔ بہت جلد یہ ہوش میں آجائے گا۔"

مزید تھوڑی دیر انتظار کے بعد جب وہ شخص مکمل طور پر ہوش میں آگیا اور اس نے اپنے اردگرد اپنے سارے ساتھیوں کو سردار سمیت بیٹھے دیکھا تو اس نے اٹھنے کی کوشش کی، لیکن پھر شاید درد کی کوئی لہر اٹھی تھی کہ وہ کراہ کر دوبارہ لیٹ گیا۔

"لیٹے رہو۔ اٹھنے کی ضرورت نہیں۔ اب تمہاری طبیعت کیسی ہے۔"

"پہلے سے بہتر ہے سردار۔"

"کیا تمہاری پسلی کی کوئی ہڈی تو نہیں ٹوٹ گئی۔؟"

"پتہ نہیں سردار۔ درد بہت زیادہ ہو رہا ہے۔"

"نہیں سردار۔ اس کی ہڈیاں سلامت ہیں۔ فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔" عمران نے تسلی دی۔

"اگر ہڈی نہیں ٹوٹی تو پھر اتنی شدید درد کا مطلب سمجھ میں نہیں آرہا۔"

"دراصل بات یہ ہے سردار کہ میری بیوی کے مکا مارنے کا سٹائل یعنی انداز کچھ ایسا ہے کہ اس کی آج تک مجھے تو کم از کم سمجھ نہیں آسکی۔ جب اس کا ہاتھ مدمقابل کے جسم پر پڑتا ہے تو وہ ہاتھ کو ایسے انداز میں جھٹکا دیتی ہے کہ جس کو یہ ہاتھ لگے وہ یہی سمجھنے لگتا ہے جیسے اس کا ہاتھ جسم کے اندر گھس گیا ہے۔ اور سارے جسم کی نسیں اور انتڑیاں اس نے اپنی مٹھی میں دبالی ہیں۔ کیوں وقاص۔ تمہیں بھی یہی احساس ہوا تھا یا کچھ اور"....

"بالکل یہی۔ میں یہی سمجھا تھا کہ اس کا ہاتھ گوشت چیر کر میری پسلی کے اندر چلا گیا ہے۔ اور اس نے اپنی مٹھی میں میری ساری انتڑیاں دبا کر باہر کھینچنا شروع کر دی ہیں۔"

"یہ تو بڑی عجیب بات ہے میرے دوست۔" سردار نے حیرت سے کہا۔

"یہ عجیب نہیں سردار۔ میری بیوی نے مکا مارنے کا یہ انداز ایک جاپانی ماہر سے سیکھا تھا۔ دراصل ہوتا یہ ہے کہ جونہی وہ مکا کسی کو لگتا ہے اور میری بیوی اس خاص انداز میں ہاتھ کو جھٹکا دیتی ہے تو اس مکے کی قوت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ جہاں یہ مکا پڑے وہاں سے سارا خون یکلخت جسم کی رگوں میں پھیل جاتا ہے۔ اور جب رگوں میں زیادہ مقدار میں خون پہنچتا ہے تو چونکہ اصل مقدار سے وہ خون بہت زیادہ ہوتا ہے اس لئے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ساری رگیں۔ نسیں اور انتڑیاں کسی نے مٹھی میں دبا کر کھینچ لی ہیں۔ اس وقت مکا لگنے والے انسان کو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اتنی زیادہ کہ بعض اوقات انسان مر بھی جاتا ہے۔ بس یہی ایک راز ہے اس مکے میں۔"

"کیا یہ انداز تمہیں نہیں سکھایا تمہاری بیوی نے۔"

"نہیں سردار۔ وہ یہ انداز کسی کو نہیں بتاتی۔"

"تمہاری بیوی جتنی خوبصورت ہے اتنی ہی خطرناک ہے میرے دوست۔ تمہارے ساتھ اس کا کبھی جھگڑا تو نہیں ہوا۔" سردار نے مسکرا کر پوچھا۔

"نہیں سردار۔ وہ بڑی وفادار اور پیار کرنے والی بیوی ہے، اور ہاں میں یہاں ایک دوسرے ہی کام سے آیا تھا سردار۔"

"کیا۔؟"

"سردار، تمہارے ساتھیوں کی چار الثقلین ہمارے پاس ہیں۔ اور اب تو ہماری آپس میں دوستی ہو گئی ہے۔ لہٰذا میں اس لئے آیا تھا کہ وہ الثقلین آپ کو واپس دے کر اس دوستی کا یہ ثبوت دے دوں۔"

"اوہ، مجھے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے عمران اور وہ الثقلین تو تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے چھین کر حاصل کی ہیں، اب ان پر تمہارا ہی حق ہے، ہم انہیں واپس نہیں لیں گے اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر کل شیخ یہاں آیا اور اسے تم لوگوں کی بہادری کا یقین آگیا تو پھر یہ الثقلین ہی نہیں۔ وہ تم سب کو بہت کچھ دے گا۔ وہ بڑا عظیم شیخ ہے۔ یہ سارا صحرا اور اس کی ساری آبادی اُسی کی ہے۔ تم اسے ایک قسم کا بادشاہ کہہ سکتے ہو۔ یہاں اُسی کا حکم چلتا ہے۔"

"کیا نام ہے شیخ کا، سردار؟"

"زید بن حسن۔ وہ خود نوجوان ہے، بہادر ہے اور بہادروں کی قدر کرتا ہے۔ وہ بھی یورپ میں زندگی گزار کر آیا ہے۔ دس بارہ سال کے بعد تین سال پہلے واپس آیا تھا۔ یہاں آتے ہی اچانک اس کا والد حسین بن یعقوب فوت ہو گیا۔ اس وقت سے وہی ہمارا شیخ ہے۔ تمہیں یقیناً وہ پسند کرے گا۔"

"اسے دیکھنے کا اشتیاق اب بڑھتا جا رہا ہے سردار، میں بے چینی سے اس کا انتظار کروں گا۔"

"آج شام تک سعد اس کا پیغام لے آئے گا۔ کیا تمہارے ساتھی یورپ کی زبان جانتے ہیں۔"

"ہاں۔ وہ جانتے ہیں۔"

"تب ٹھیک ہے۔ وہ ان سے بھی گفتگو کر لے گا اور تم تو عربی جانتے ہی ہو۔ تمہارے ساتھ بھی بات کر لے گا، لیکن تمہاری بیوی..."

"میری بیوی دنیا کی دس زبانیں جانتی ہے سردار، صرف عربی نہیں جانتی۔"

"اوہ یار تمہاری بیوی ہے یا عجائبات کی پٹاری۔ آہستہ آہستہ اس کی خوبیاں ظاہر ہو رہی ہیں۔ تم بہت خوش قسمت ہو عمران۔ میری جانب سے دلی مبارکباد قبول کرو۔"..... اور عمران سردار کو حیرت زدہ چھوڑ کر اپنے خیمے میں واپس آگیا تھا۔

اس کی نخلستان میں رات بھر جشن ہوتا رہا... سعد شام کے وقت شیخ کے محل سے واپس آگیا تھا۔ وہ نہ صرف بھنے ہوئے دنبے ہی ساتھ لایا تھا بلکہ شیخ نے خورد و نوش کا اور بھی بہت سا سامان بھیج دیا تھا جس میں غیر ملکی شراب کی چند بوتلیں بھی تھیں۔ اس کے علاوہ اس نے سازندوں کی ایک جماعت بھی بھیجی تھی جس میں چار لڑکیاں بھی تھیں۔ سردار کو وہ ہر حالت میں خوش رکھنا چاہتا تھا۔ غالباً یہ سردار اس کا بڑا ہی کارآمد آدمی تھا۔

اور پھر کھانے کے بعد شراب کا دور چلا رہا لیکن دور میں عمران اور اس کے ساتھی شریک نہیں ہوئے تھے۔ یہ سب شراب نہیں پیتے تھے اس لئے انہوں نے سردار سے

معذرت کرلی تھی۔ سردار اور اس کے ساتھی دل کھول کر پی رہے تھے۔ کھجوروں کے نیچے صحرا فضا میں یہ محفل عیش و نشاط گرم کی گئی تھی۔ نیچے دریاں بچھا دی گئی تھیں اور چاروں طرف شمعیں روشن کر دی گئی تھیں۔ ایک جانب سردار اور اس کے ساتھی بیٹھے شراب کے جام لنڈھا رہے تھے۔ سردار کے قریب عمران تھا۔ عمران کے ساتھ جولیا بیٹھی تھی اور اس نے اس وقت وہی صبح والا ہلکے گلابی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ جولیا کے قریب جاوید اور اختر بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے خشک فروٹ کی تھالیاں رکھ دی گئی تھیں تاکہ بے کار نہ بیٹھیں اور ہاتھ منہ چلاتے رہیں۔ سامنے رقاصائیں اور ان کے ساتھی سازندے بیٹھے تھے اور عربی دھن بج رہے تھے اور رقاصائیں تھرک رہی تھیں۔ ان کا لباس عربی تھا۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی دف تھی جس پر وہ ناچتے وقت کبھی کبھی تھاپ بھی دے دیتی تھیں۔ انہوں نے ڈھیلے چغے پہن رکھے تھے اور کمر میں سنہری پیٹیاں باندھی ہوئی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی بڑے شوق سے یہ رقص دیکھ رہے تھے۔ خاص کر جولیا اس رقص میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہی تھی اسے کسی رقاصہ کا کوئی خاص انداز پسند آتا وہ عمران کا ہاتھ دبا دیتی اور مسکرانے لگتی۔

رات کے آخری پہر تک یہ محفل گرم رہی۔ اس وقت تک سردار اور اس کے ساتھی بہت زیادہ پی چکے تھے اور اب ان کے ہوش و حواس ان کا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ پہلے تو وہ لوگ بھی رقاصاؤں کے ساتھ ہی اٹھ کر اچھلنے کودنے لگے۔ پھر سردار نے بیک وقت چاروں رقاصاؤں کو اپنی گود میں اٹھا کر ناچنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے ان میں سے تین کو باری باری نیچے دری پر گرا دیا اور ایک رقاصہ کو اپنے بازوؤں میں لئے اپنے خیمے کی جانب بھاگ گیا۔ یہ علامت تھا کہ اب رقص و سرور کی یہ محفل ختم ہو گئی ہے اور باقی رقاصائیں جن کو پسند ہوں وہ انہیں اٹھائیں اور کسی ویران گوشے کو آباد کر لیں۔ سردار کے باقی تین ساتھیوں نے جھپٹ کر ایک ایک

رقاصہ کو اٹھایا اور ادھر ادھر کھجوروں کے جھنڈ میں بھاگ گئے۔ غالباً یہاں پہلے بھی ایسا ہی ہوتا رہا تھا۔ اس لئے کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ سازندے اور باقی لوگ وہیں دری پر ہی لیٹ گئے۔ جاوید اور اختر بھی دری پر ہی دراز ہو گئے تھے۔ حالانکہ عمران نے انہیں خیمے ہی میں لے جانا چاہا تھا۔ لیکن انہوں نے مسکرا کر ٹال دیا تھا۔ جولیا اور عمران خیمے میں آ گئے تھے۔ وہاں خیمے ہی صرف دو تھے۔ ایک میں سردار رقاصہ کو لے کر گھس گیا تھا اور دوسرا جولیا اور عمران کے تصرف میں تھا جولیا شاید دل سے یہی چاہتی تھی کہ جاوید اور اختر آج کی رات خیمے میں نہ جائیں اس لئے جب ان دونوں نے مسکرا کر انکار کر دیا تو جولیا نے عمران کا ہاتھ پکڑا اور خیمے میں لے گئی۔ اس محفل نشاط نے اس کے جذبات کو بھڑکا دیا تھا۔ سردار اور اس کے ساتھیوں کی رقاصاؤں سے بے تکلفی اور پھر ان سب کا ایک ایک رقاصہ کو اٹھا کر ویران گوشوں میں لے جانا۔ یہ سارے اقدام ایسے تھے کہ جولیا نہ صرف انہیں سمجھ رہی تھی بلکہ دل سے چاہتی تھی کہ عمران بھی اسی بے تکلفی کا اظہار کرے اور اسے بھی ان رقاصاؤں کی طرح اٹھا کر کسی ویران گوشے میں لے جائے۔ لیکن عمران نے نہ تو کسی بے تکلفی کا اظہار کیا تھا اور نہ اسے اٹھا کر کسی ویران گوشے میں لے گیا تھا۔ البتہ سر جھکائے اس کے ساتھ خیمے میں ضرور داخل ہو گیا تھا۔ اور خیمے میں داخل ہوتے ہی جولیا نے ایک بھرپور انگڑائی لی تھی اور پھر قریب کھڑے عمران کے گلے میں اپنے دونوں بازو ڈال دیئے تھے۔

جولیا گو عام یورپین لڑکیوں سے بالکل مختلف تھی اسے بے حیائی قطعاً پسند نہیں تھی نہ وہ سگریٹ پیتی تھی اور نہ شراب۔ نہ عام یورپین لڑکیوں کی طرح بوائے فرینڈز بنانے کی اسے عادت تھی بلکہ اس کے برعکس اسے مشرقی لڑکیوں جیسی حیا اور شرم زیادہ پسند تھی۔ وہ بالکل مشرقی لڑکیوں ہی کا انداز اپنائے ہوئے تھی۔ اس لئے اس نے عمر بھر عمران کے ملک میں رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور باقاعدہ وہاں رہ رہی تھی۔ مدتوں سے وہ عمران کے ساتھ خاموش پیار کرتی تھی۔ اس

نے شرافت کی حدود سے کبھی باہر قدم نہیں رکھا تھا لیکن اس وقت ....

اس وقت اسے یہ یقین تھا کہ عمران اسے بھگا کر لایا ہے اور اس کے ساتھ شادی کرے گا۔ ذہنی طور پر وہ اپنے آپ کو عمران کی بیگم سمجھنے لگی تھی۔ اور پھر رات بھر کی محفل میں ماحول ہی ہیجان انگیز تھا۔ اور ایک تیسری وجہ یہ تھی کہ گو وہ مشرقی انداز زیادہ پسند کرتی تھی پھر بھی پیدائش تو مغرب ہی کی تھی۔ اس کی رگوں میں خون تو مغربی والدین ہی کا دوڑ رہا تھا یہی اسباب تھے کہ وہ ضرورت سے زیادہ ہی جذبات میں بہہ گئی تھی۔ اور اس نے عمران کے گلے میں اپنے دونوں بازو ڈال دیئے تھے اور اس کی جانب مخمور نگاہوں سے دیکھ کر کہنے لگی۔

"عمران ڈیئر۔"

"یس جولی۔"

"جانتے ہو جاوید اور اختر خیمے میں کیوں نہیں آئے۔؟"

"میں سب جانتا ہوں جولی۔"

"پھر تم خاموش کیوں ہو۔ میرے پیار کا جواب کیوں نہیں دے رہے۔"

"جولی ڈارلنگ:" عمران نے اس کی دونوں باہیں اپنے گردن سے نکال کر ایک ہاتھ میں اس کے بال پکڑ لئے اور پھر اسے بڑے آرام سے قالین پر بٹھا کر اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور کہنے لگا۔

"جولی ڈارلنگ، میں اس ماحول کو بھی سمجھ رہا ہوں اور تمہارے جذبات کو بھی، میں جان بوجھ کر تمہارے پیار کا جواب نہیں دے رہا۔"

"کیوں۔؟"

"اس لئے کہ میرا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ابھی تک ہم دونوں مذہبی طور پر میاں بیوی نہیں بنے۔ اور میاں بیوی بنے بغیر پیار کا جواب پیار سے دینے کا مطلب ہوگا کہ

میں نے اور تم نے گناہ کیا ہے۔ اس گناہ کی اتنی بڑی سزا ہے کہ تم اور میں اس کا تصور بھی نہ
جو چیز ہم علی الاعلان حاصل کر سکتے ہیں اسے چوری چھپے کیوں حاصل کر کے مجرم بنیں

"لیکن عمران۔ یہ سردار اور اس کے ساتھی۔"

"یہ سب گناہ کر رہے ہیں جولیا۔ اگر میں یہاں کا حاکم ہوتا تو میں انہیں اسلامی
مطابق سنگسار کر دیتا۔"

"سنگسار، کیا عمران۔"

"اس گناہ کی سزا اسلام نے سنگسار ہی رکھی ہے جولیا۔ آبادی کے سب لوگ اک
جمع ہو جاتے ہیں اور اس گناہ کے مجرم کو اس وقت تک دور کھڑے پتھر مارتے رہتے ہیں
وہ مر نہیں جاتا۔"

"اُف توبہ، اتنی سخت سزا۔"

"یہ سزا تو صرف دنیا کے لئے مقرر ہے جولیا، مرنے کے بعد خدا کے ہاں جو سزا
کا تو تصور ہی بڑا بھیانک ہے۔"

"نہیں عمران، میں تمہیں اس سزا کا "سزاوار" نہیں بننے دونگی۔ میں اپنے
رکھ لونگی عمران، لیکن تمہیں یہ سزا نہیں ملنے دونگی۔" جولیا نے آنکھیں بند کر کے
میں ڈوبی ہوئی اور بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم بہت اچھی ہو جولیا۔ میرے تصورات سے بھی بڑھ کر، اتنی اچھی کہ میں
نہیں سکتا تھا۔" عمران نے بڑے پیار بھرے انداز میں اسے کہا۔ اور جولیا اس کی گود میں
رکھے رکھے اپنی سسکیوں پر قابو پانے کی کوشش کرتی رہی اور پھر پتہ نہیں کب اُ
کی آنکھ لگ گئی تھی۔

جب آنکھ کھلی تو باہر دن نکل آیا تھا۔

رات کے اندھیرے غائب ہو چکے تھے اور ان کی جگہ دھوپ چمک رہی تھی۔ باقی سب لوگ تو ابھی تک سو رہے تھے لیکن جاوید اور اختر دونوں ہی بیدار ہو چکے تھے۔ جب عمران خیمے سے باہر نکلا تو وہ دونوں تالاب کی جانب سے منہ ہاتھ دھو کر واپس آ رہے تھے۔ عمران کو وہ راستے ہی میں مل گئے۔

" ہیلو عمران صاحب۔ رات بخیریت گزاری۔"

" بس وعظ کرتے کرتے گزر گئی۔" عمران نے مسکرا کر جواب دیا اور پھر تالاب کی جانب روانہ ہو گیا۔ جاوید اور اختر خیمے میں داخل ہوئے تو جولیا بھی بیدار ہو گئی تھی۔

" ہیلو بھائی۔"

" آؤ جاوید بھائی، اختر بھائی۔ رات باہر سردی تو نہیں لگی۔"

" ہوش ہی نہیں رہا بھائی۔ تھکاوٹ نے بس کسی چیز کا احساس نہیں ہونے دیا۔"

" یہی حال اپنا بھی تھا۔ باقی لوگ تو ابھی بیدار نہیں ہوئے ہوں گے۔"

" میرا خیال ہے کہ وہ کم از کم دوپہر تک تو ضرور سوئیں گے۔"

" ہاں۔ انہوں نے شراب بھی تو کافی پی لی تھی۔ ابھی تک اس کا نشہ باقی ہوگا۔"

" کل کی شاندار کامیابی پر مبارکباد قبول کریں بھائی۔"

" شکریہ اختر بھائی۔ اس کامیابی نے ہمارا وقار یہاں بڑھا دیا ہے۔"

" وقار ہی نہیں بڑھایا بھائی بلکہ ان لوگوں کے دلوں میں ہماری دہشت بھی بٹھا دی ہے۔"

" آج ان کا کوئی شیخ آ رہا ہے۔ پتہ نہیں وہ کیسا آدمی ہے۔"

" سردار تو اپنے شیخ کی بڑی تعریف کرتا ہے، یہاں آئے گا تو پتہ چلے گا۔ کہیں وہ بھی اپ کسی پہلوان سے مقابلہ نہ شروع کروا دے۔"

" تو کیا حرج ہے، دراصل بھائی ہمیں صرف آپکی جانب سے اندیشہ تھا سو، وہ بھی دور ہو گیا۔ اب تو ہمارے حوصلے اسقدر بڑھ چکے ہیں کہ اگر شیخ اور اس کا سارا قبیلہ بھی پر آ جائے تو ہمیں پرواہ نہیں۔"

" سنا ہے کہ شیخ کو بہادر نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ تم سب کرے گا اور ممکن ہے کہ مستقل طور پر اپنا ملازم رکھ لے۔"

" ہمیں تو روٹی کپڑا ملتا رہے وہی بہت ہے۔ وہاں ہمارے کونسے بچے رو ہیں جن کی فکر کریں۔"

" کیا آپ دونوں نے ابھی تک شادی نہیں کی۔"

" نہیں بھائی، نہ کی ہے اور نہ کرنے کا ارادہ ہے۔ شادی کے بعد انسان اپنی کا مالک نہیں رہتا۔ بیوی کا غلام بن جاتا ہے اور پھر اگر بیوی خوبصورت ہو تو اس حفاظت بھی کرنی پڑتی ہے۔ سب لڑکیاں تم جیسی بہادر تو نہیں ہوتیں بھائی جو ایا ماریں تو لوگ تڑپنے لگیں۔ بلکہ اس کے برعکس ہمارے ہاں تو سبھی ایسی ہوتی ہی غیر مرد ایک جھڑکی دے تو سارا سارا دن روتی رہتی ہیں۔"

ابھی یہ لوگ اسی قسم کی گفتگو ہی کر رہے تھے کہ سرپٹ بھاگتے ہوئے گھوڑے قدموں کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز لمحہ بہ لمحہ خیموں کے قریب آ رہی تھی۔ جاوید اور جلدی سے باہر نکلے تو دور ایک گھوڑا سوار کو خیموں ہی کی جانب آتے انہوں نے دیکھ

" شاید یہی ان کا شیخ ہے۔" اختر نے سرگوشی میں کہا۔

"پتہ نہیں۔" جاوید نے جواب دیا اور پھر عمران کی جانب دیکھنے لگا جو بتا رہا تھا کہ اسی جانب آرہا تھا۔ گھوڑ سوار اب قریب آگیا تھا۔ ان کے قریب پہنچتے ہی اس نے بلند آواز میں "السلام وعلیکم" کہا۔ اور گھوڑے سے نیچے کود گیا۔ ان تینوں نے اس کے سلام کا جواب دیا تھا۔

"سردار کہاں ہے۔" اس نے پوچھا۔

"وہ اپنے خیمے میں سو رہا ہے۔" عمران ہی نے اسے جواب دیا تھا کیونکہ جاوید اور اختر تو اس کی بات ہی نہیں سمجھے تھے۔

"اسے بیدار کرو۔ ایک گھنٹے کے بعد شیخ یہاں آرہا ہے۔"

"تم ہی اسے بیدار کر دو اسے پیغام بھی پہنچا دو، میں باہر سونے والوں کو بیدار کرتا ہوں۔" اتنا کہہ کر عمران ان لوگوں کی جانب بڑھا جو دری پر سو رہے تھے اور سوار سردار کے خیمے میں داخل ہو گیا۔ جب تک عمران سردار کے ساتھیوں کو بیدار کرتا سردار انگڑائیاں لیتا ہوا اپنے خیمے سے باہر آگیا تھا۔ اس کی ایک ہی دہاڑ سن کر دری پر سونے والے سب بیدار ہو گئے تھے۔ سردار نے انہیں صبح صبح تین چار قسم کی تازہ بتازہ گالیاں دیں اور پھر حکم دیا کہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر انسانوں کے حلیہ میں آجائیں اور ناشتہ تیار کر لیں۔ شیخ آرہا ہے۔ شیخ کا نام سنتے ہی جیسے ان لوگوں کو بجلی چھو گئی تھی، ان کی ساری سستی، کاہلی اور خمار دور ہو گیا تھا۔ وہ چاق و چوبند ہو گئے اور پندرہ منٹ کے بعد ناشتہ ان کے سامنے رکھ دیا جو حسبِ معمول تازہ مکھن، شہد، دودھ اور روٹی جیسی کسی چیز پر مشتمل تھا۔ شیخ کے آنے سے پہلے پہلے ان سب نے ناشتہ بھی کر لیا تھا اور اس کے استقبال کی تیاریاں بھی۔

پھر ٹھیک ایک گھنٹے کے بعد "شیخ زید بن حسن" کی سواری بھی آگئی۔ وہ بڑی شان سے آرہا تھا۔ سب سے آگے ایک گھوڑ سوار تھا جس کی کمر میں تلوار لٹک رہی تھی اور کندھے پر رائفل۔ اس کے پیچھے تین مزید گھوڑ سوار تھے۔ انہوں نے بھی کمر کے ساتھ تلواریں لٹکا رکھی تھیں۔ اور کندھوں پر رائفلیں تھیں۔ ان کے پیچھے شیخ زید بن حسن تھا۔ خوبصورت سا نوجوان جس نے ٹھوڑی پر چھوٹی سی فرنچ کٹ داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ اور آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگایا ہوا تھا۔ اس کا لباس واقعی بڑا قیمتی تھا۔ اس کے ساتھ دوسرے گھوڑے پر ایک یورپین سوار تھا جس نے برجس پہن رکھی تھی۔ کمر کے ساتھ چمڑے کی پیٹی میں ریوالور لٹک رہا تھا۔ سردار نے عمران کو بتایا کہ یہ اس کا باڈی گارڈ بھی ہے۔ مشیر بھی اور وزیر بھی۔ بڑا بہادر، دلیر اور جری نوجوان ہے۔ ان دونوں کے گھوڑوں کے پیچھے پانچ پانچ گھوڑوں کی دو قطاریں تھیں اور ان پر بھی عربی لوگ کندھوں پر رائفلیں اور کمر کے ساتھ تلواریں لٹکائے بیٹھے تھے۔ ان کے قریب پہنچ کر یہ سارے گھوڑے رک گئے تھے۔ اور شیخ مسکرا مسکرا کر سردار کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جو

"مرحبا مرحبا۔ خوش آمدید۔ لبیک یا شیخ" کا ورد کرتا ہوا شیخ کے گھوڑے کے قریب پہنچ کر شیخ کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دے رہا تھا۔ پھر جب شیخ اپنے گھوڑے سے اترا تو باقی سارے سوار بھی اتر آئے۔ باقی لوگ تو اپنی جگہ کھڑے رہے البتہ شیخ اور دوسرا یورپین آہستہ آہستہ چلتے ہوئے سردار کی معیت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی جانب بڑھنے لگے۔ سردار تعارف کے فرائض سر انجام دے رہا تھا۔

"یہ میرا دوست عمران ہے یا شیخ۔ بڑا بہادر، نڈر اور جیالا دوست۔ یہ اس کے ساتھی جاوید اور اختر ہیں۔ اور یہ ہے اس کی خوبصورت اور بہادر بیوی جولی۔

"جس کی جنگ کے حالات کل سردار نے آپ کو بتا دیئے ہوں گے۔"

شیخ مسکرایا۔ پھر اس نے اٹھ کر ان سب کے ساتھ ہاتھ ملایا اور پھر جولیا کے سامنے جا کر رک گیا۔ "لڑکی ہم نے تمہاری بہادری کے حالات سنے ہیں۔ کہیں ان میں ہمارے آدمی نے مبالغہ سے کام تو نہیں لیا۔"

جولیا تو چونکہ عربی زبان جانتی ہی نہیں تھی اس لئے سردار نے کہا۔

"یا شیخ۔ میرے دوست کی بیوی عربی زبان نہیں جانتی البتہ یورپین زبان جانتی ہے۔ آپ اسی زبان میں سوال کریں۔"

شیخ مسکرا دیا اور اس نے یہی سوال انگریزی میں دہرا دیا۔ جولیا نے مسکرا کر سر جھکا لیا اور مؤدب لہجے میں کہنے لگی۔

"یا شیخ پتہ نہیں آپ کے آدمی نے آپ کو کیا بتایا ہے، البتہ یہ حقیقت ہے کہ کل سردار نے اپنے ایک آدمی کا مقابلہ میرے ساتھ کروایا تھا۔"

"اور تم نے اس شخص کو مکا مار کر بے ہوش کر دیا۔"

"ہاں شیخ، یہ میری بدقسمتی تھی کہ وہ میرے مکے سے تڑپ تڑپ کر بے ہوش ہو گیا تھا۔"

"اوہ ویری گڈ، ویری گڈ۔ ہمیں بہادروں سے پیار ہے لڑکی۔ کیا تم ہمارے سامنے میرے کسی آدمی کو مکا مار کر بے ہوش کرنے کا مظاہرہ کر سکتی ہو۔"

"اگر شیخ کا یہی حکم ہے تو مجھے انکار کی جرأت کیسے ہو سکتی ہے۔"

"بہت خوب۔ ہم تم سے بہت خوش ہوئے لڑکی۔" پھر وہ عمران کی جانب متوجہ ہوا۔ "کیوں نوجوان۔ کیا تم اپنی بیوی کو اجازت دو گے۔"

"میری جانب سے آپ کے حکم کے بعد اجازت کی گنجائش نہیں رہتی شیخ، ویسے ایک درخواست ہے۔"

"کیا۔"

"جس شخص پر بھی اس کے مکے کا مظاہرہ آپ کروانا چاہتے ہیں وہ میں یا میرے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں ہونا چاہئے شیخ۔ ہم لوگ اس کے مکوں سے بار بار بے ہوش نہیں ہونا چاہتے۔"

شیخ نے بلند آواز میں ایک قہقہہ لگایا۔ پھر اس شخص کو قریب آنے کا اشارہ کیا جو سب سے آگے گھوڑے پر سوار تھا۔ اس دوران جولیا نے ہاتھ ملنے کے انداز میں انگوٹھی کا وہ مخصوص حصہ دبا لیا تھا۔

"ہاں نوجوان۔ تم یہاں آرام سے کھڑے رہو گے۔ یہ خوبصورت اور نازک سی لڑکی تمہیں ایک مکا مارے گی۔ کیا تمہیں اعتراض تو نہیں۔"

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے شیخ۔"

"گڈ۔ چلو لڑکی۔ اپنے مکے کا مظاہرہ کرو۔"

جولیا نے عمران کی جانب دیکھا۔ نگاہوں ہی نگاہوں میں اسے بتا دیا کہ انگوٹھی [illegible]۔ پھر وہ مسکراتی ہوئی اس شخص کے قریب پہنچی جو مکا کھانے کے لئے میدان میں آیا تھا۔ جولیا نے آہستہ آہستہ گھوم کر اس کے چاروں جانب ایک چکر لگایا اور پھر پوری قوت سے اس کے پیٹ میں مکا مار دیا۔ مکا لگتے ہی وہ شخص اچھلا، چند فٹ پیچھے جا گرا اور پھر فرش پر تڑپنے لگا۔ اس کی بلند چیخوں سے نخلستان گونج رہا تھا اور وہ اپنے پیٹ پر دونوں ہاتھ رکھے زمین پر ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ [illegible] شیخ اور اس کے ساتھی حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ جولیا مسکراتی ہوئی دوبارہ عمران کے پہلو میں جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔

————————————

شیخ زید بن حسن طاقت کے اس مظاہرے سے بہت زیادہ متاثر ہوا تھا۔ وہ اپنے آدمی کے قریب جھک کر اسے دیکھنے لگا جو ابھی تک تڑپ رہا تھا اور چیخ رہا تھا۔ پھر وہ عمران کی جانب مڑا اور اس سے پوچھنے لگا۔

"نوجوان، تمہاری بیوی کے مکے میں واقعی بڑی طاقت ہے۔ میرا آدمی بیکار تو نہیں ہو جائے گا۔"

"نہیں شیخ۔ قریباً نصف گھنٹہ تک اس کی یہ تکلیف رہے گی، بعد ازاں یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ البتہ ایک آدھ دن تک جہاں مکا لگا تھا وہاں زرد پڑا رہے گا"

"حیرت انگیز، حقیقتاً حیرت انگیز، میں نے آج تک کسی کے مکے میں اتنی طاقت نہیں دیکھی۔"

"طاقت سے زیادہ یہ سٹائل کا کرشمہ ہے شیخ۔ یہ سٹائل اس نے ایک جاپانی

استاد سے سیکھا تھا۔"

"اس کے باوجود میں اسے ایک عجوبہ کہوں گا۔" شیخ کی نگاہوں میں ابھی تک حیرت تھی۔ پھر وہ اپنے یورپین ساتھی سے کبھی انگلش اور کبھی جرمنی میں گفتگو کرنے لگا۔ موضوع یہی سٹائل تھا اور اس کا یورپین ساتھی اسے بتا رہا تھا کہ اس نے بھی آج تک ایسا مظاہرہ نہیں دیکھا۔

"کیا تم جرمن زبان سمجھتے ہو جوان۔"

"نہیں شیخ میں یا میرا کوئی ساتھی یہ زبان نہیں سمجھتا جو آپ بول رہے ہیں"، عمران نے جھوٹ بولا۔

"میں نے فیصلہ کیا ہے جوان کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اپنے باڈی گارڈ کے دستے میں شامل کر لوں، کیا تم لوگ رائفل کا نشانہ صحیح لگا سکتے ہو۔"

"جی شیخ مجھے اپنے نشانے پر فخر ہے، البتہ ان دو ساتھیوں کے متعلق میں پوری طرح کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"کیوں، کیا یہ تمہارے ساتھ نہیں آئے۔"

"آئے تو میرے ہی ساتھ ہیں شیخ لیکن میری اور ان کی ملاقات لانچ میں ہوئی تھی۔ دراصل یہ دوستی دریا کے کنارے اترنے کے بعد ہوئی۔ رائفل چلانے کا موقع ہی نہیں ملا اس لئے میں ان کے نشانے کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان سے دریافت کر لوں۔"

"کیا یہ انگلش یا عربی نہیں جانتے۔"

"عربی تو بالکل نہیں جانتے البتہ انگلش جانتے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں ہر پڑھا لکھا انسان

انگلش جانتا ہے۔"

پھر بجائے اس کے کہ عمران، جاوید اور اختر سے پوچھتا۔ شیخ نے خود ہی انہیں مخاطب کر کے پوچھ لیا۔ کہ وہ رائفل کا نشانہ لگا سکتے ہیں یا نہیں، ظاہر ہے کہ ان دونوں کا جواب اثبات میں تھا۔

"میرا خیال ہے کہ میں تم تینوں کا نشانہ آزما لوں،" شیخ نے مسکرا کر کہا اور پھر اپنے یورپین ساتھی کی جانب دیکھ کر کہنے لگا۔

"مسٹر رچرڈ۔ ان کیلئے ہدف کا انتظام کرو۔"

"یس شیخ"، یورپین نے جواب دیا اور پھر دور ایک کھجور کے درخت کے پاس چلا گیا۔ کھجور کے درخت کی چھال اس نے اپنے خنجر سے ایک مربعہ کی شکل میں ایک جگہ سے اتار دی۔ اس مربعہ کا ہر ضلع چھ انچ کے برابر تھا۔ اور یہ کھجور کا درخت کم از کم پچاس فٹ کے فاصلہ پر تھا۔

"ویری گڈ، دیکھو نوجوان۔ اس مربعہ کے اندر اگر تم لوگوں نے گولی لگا دی تو میں سمجھوں گا کہ تم ماہر نشانہ باز ہو۔"

عمران، جاوید اور اختر نے باری باری ایک ایک گولی چلائی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تینوں گولیاں عین مربعہ شکل کے اندر ہی لگی تھیں، تینوں ہی نشانہ بازی میں ماہر تھے شیخ ان کے نشانہ دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہو گیا تھا۔

"ویری گڈ۔ نوجوان کیا اب تم مجھے اپنے نام بتاؤ گے۔"

"میرا نام عمران ہے جناب، اس کا نام جاوید اور اس کا اختر۔ اور یہ میری بیوی جمیلی ہے۔"

"مسٹر عمران، آج سے تم میرے باڈی گارڈ دستے میں شامل ہو چکے ہو۔ تمہا بیوی ابا مرحوم کے حرم کی محافظ ہو گی۔ تم سب کو شاہی محل میں رہنا پڑے گا اور اس عوض تم سب کو معقول مشاہرہ دیا جائے گا۔"

"ہمیں دل و جان سے منظور ہے یا شیخ اور میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانب شیخ کے اس احسان کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

"اس میں شکریہ کی ضرورت نہیں، ہمیں بہادر نوجوانوں کی ضرورت تھی تم ملازم رکھ لیا اور تم لوگوں کو بھی روزگار کی ضرورت تھی۔ تمہیں ملازمت مل گئی۔ کہ صرف ضرورت پوری ہوئی ہے، اور بس۔"

یہ ساری گفتگو چونکہ انگریزی میں ہو رہی تھی اس لئے قریب کھڑے سردار انگلش نہیں جانتا تھا یہ پتہ نہ چل سکا کہ کیا فیصلہ ہو گیا ہے۔ جب اسے شیخ نے بتایا کہ کے دوستوں کو وہ اپنے باڈی گارڈ دستے میں شامل کر چکا ہے اور اب انہیں اپنے ساتھ لے ہے تو وہ بہت خوش ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر عمران کو اپنے سینے سے لگا لیا اور اسے مبارکباد لگا۔ وہ بدو سردار عربی روایات کے مطابق عمران کو اپنا دوست بنا چکا تھا اور اب دوست کی ہر بھلائی اور بہتری میں خوش تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر کے بعد جب شیخ کا جلوس واپس ہوا تو سردار نے دیکھا کہ عمران جولیا کا گھوڑا سب سے آگے ہے۔ ان کے پیچھے جاوید اور اختر کے گھوڑے تھے۔ پھر شیخ اور ا کے یورپین ساتھی کے گھوڑے اور اس کے بعد چھ چھ سواروں کی دو قطاریں تھیں۔

شیخ کے محل تک پہنچنے میں انہیں زیادہ دیر نہیں لگی۔

یہ ایک چھوٹی سی آبادی تھی۔ قریباً ایک سو کے قریب کچے گھر تھے ہو

تھے جن کی گلیوں میں عربی بچے کھیل رہے تھے۔ جب شیخ کی سواری بازار میں داخل ہوئی تو بچے گلی کے درمیان سے ہٹ کر مکانوں کی دیواروں کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر مرحبا اور لبیک کے الفاظ ادا کرنے لگے۔ گلی کے اختتام سے تھوڑی دور آگے تک ایک چھوٹا سا میدان تھا۔ اور اس میدان کے دوسری جانب شیخ کا محل دکھائی دے رہا تھا۔ باہر ایک بہت بڑی پکی چار دیواری دکھائی دے رہی تھی۔ جو کم از کم دس فٹ بلند ہو گی۔ عمران نے اس کے طول کا اندازہ دو سو گز لگایا تھا۔ عرض کا حصہ ابھی اسے دکھائی نہیں دیا تھا۔ اس کے وسط میں ایک بہت بڑا گیٹ لگا ہوا تھا جو اس وقت بند تھا۔ لیکن وہاں پہرے دار موجود تھے۔ شیخ کی سواری کو آتے دیکھ کر انہوں نے گیٹ کھول دیا تھا اور سارے گھوڑے گیٹ کے اندر داخل ہو گئے تھے۔

چہار دیواری کے اندر کا حصہ بہت خوبصورت تھا۔ گیٹ کے اندر داخل ہوتے ہی انسان کو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ دوزخ سے نکل کر جنت میں آ گیا ہو۔ گیٹ کے سامنے ایک بہت بڑا اور وسیع لان تھا۔ جس کے فرش پر مخملیں گھاس بچھی ہوئی تھی۔ اس لان کے اندر اور باہر چاروں جانب مختلف پھولوں کی روشیں تھیں جن میں رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔ لان کے ارد گرد چاروں جانب خوبصورت درخت لگے ہوئے تھے اور ان درختوں کے باہر چاروں جانب پختہ سڑک بنی ہوئی تھی۔ جو کہ گیٹ تک آتی تھی۔ گیٹ کے دائیں جانب آخری کونے تک غالباً چوکیداروں کے کوارٹر تھے۔ بائیں جانب گارڈ کے کوارٹر تھے۔ لان کے دوسری جانب شیخ کا خوبصورت سا محل تھا۔ اور اس محل کے عقب میں ذاتی ملازمین کے کوارٹر تھے۔ تمام کوارٹروں کے سامنے گھاس اور پھولوں کی ایک لمبی قطار چلی گئی تھی۔ غرضیکہ چار دیواری کے اندر داخل ہو کر انسان قطعاً یہ محسوس

نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کسی ریگستان میں موجود ہے، یہی محسوس ہوتا تھا کہ کسی ترقی یافتہ ملک میں کسی عمدہ سے بنگلے میں مقیم ہے۔

محل کے سامنے پہنچ کر سارے لوگ گھوڑوں سے اتر گئے تو غلاموں نے گھوڑے پکڑ لئے اور انہیں اصطبل کی جانب لے گئے۔ شیخ نے جاتے جاتے اپنے یورپین منیجر جس کا نام رچرڈ تھا۔ کو یہ ہدایات دی تھیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی رہائش کا انتظام کر دیا جائے۔ چنانچہ محل کے قریب انہیں کوارٹر دے دیئے گئے تھے۔ ایک کوارٹر عمران اور جولیا کیلئے تھا اور دوسرا جاوید اور اختر کیلئے۔

صحرائی زندگی میں ان کے لئے ایک نیا دور شروع ہو چکا تھا۔

عمران، جاوید اور اختر کے ذمہ صرف یہی کام تھا کہ جب شیخ کی سواری کہیں جائے تو وہ اس میں شامل ہو جائیں۔ اور اس کی ذات کی ہر حالت میں حفاظت کریں۔ انہیں تلواریں اور رائفلیں دے دی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ ان کا کوئی اور کام نہیں تھا۔ اور وہ شب و روز سفر کی ساری تھکاوٹیں اور صعوبتیں دور کرتے رہتے تھے۔ بہترین قسم کی انہیں خوراک ملتی تھی۔ سو دنیا کی ہر سہولت انہیں حاصل تھی۔ رفتہ رفتہ ان کے متعلق محل کے سارے ہی اسٹاف کو پتہ چل چکا تھا اور وہ سب لوگ ان کی عزت کرنے لگے تھے۔ بلکہ ان کی طاقت سے مرعوب بھی دکھائی دیتے تھے۔

جولیا کے ذمے یہ فرائض تھے کہ شیخ مرحوم یعنی موجودہ شیخ کے والد کے حرم کی حفاظت کی جائے۔ اس حرم میں پندرہ بیگمات اور ان کی ملازمین شامل تھیں۔ کل مجموعی تعداد چالیس کے قریب تھی۔ ان میں وہ لڑکیاں بھی شامل تھیں جو ان بیگمات کی خدمت کے علاوہ حفاظت کے فرائض بھی سرانجام دیتی تھی۔ جولیا کو ان سب کا انچارج بنا دیا گیا تھا۔ اس کی شہرت

اس سے پہلے ہی حرم میں پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ پہلی مرتبہ جب یہ حرم میں گئی تو ساری بیگمات اور ملازم لڑکیاں اس کے ارد گرد جمع ہو کر طرح طرح کے سوالات کرنے لگی تھیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ سارے سوالات عربی زبان میں ہی تھے۔ اور جولیا عربی قطعاً نہیں جانتی تھی۔ تاہم بین الاقوامی زبان یعنی اشارہ بازی سے کام چلنے لگا تھا۔

ایک شوخ و طرار لڑکی نے جو غالباً پہلے ان ملازم لڑکیوں کی انچارج تھی جولیا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پہلے اسے بڑے غور سے دیکھ دیکھ کر مسکراتی رہی، پھر جولیا کے بازو ٹٹولنے لگی۔ اور پھر عربی زبان میں سب بیگمات سے کچھ کہہ کر ہنسنے لگی۔ ساری بیگمات بھی ہنس رہی تھیں۔ جولیا سمجھی کہ شائد اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ اس نے اپنی انگوٹھی کا وہ مخصوص حصہ دبایا اور پھر اشاروں سے بیگمات کو کہنے لگی کہ اگر کسی کو میری قوتِ بازو پر یقین نہیں آتا تو سامنے آ جائے۔ پھر اس نے اسی لڑکی کو پکڑ لیا اور اشاروں سے پوچھنے لگی کہ کیا میں تمہیں مکا مار دوں۔ لڑکی غالباً جولیا کا اشارہ سمجھ گئی تھی۔ اس لئے جلدی سے پیچھے ہٹ کر ہاتھ جوڑنے لگی اور عربی زبان میں کچھ کہنے لگی۔ ساری بیگمات کھلکھلا کر ہنس دی تھیں۔ اس لڑکی کے ذہن میں پتہ نہیں کیا آیا کہ وہ جولیا کو پکڑ کر ایک جانب لے جانے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ساری بیگمات سے بھی عربی زبان میں کچھ کہا۔ ان سب نے بھی اس کی تائید کی اور عورتوں کا یہ قافلہ محل کے عقب میں اس جانب جا نکلا جہاں اونٹ بندھے ہوئے تھے۔

جولیا حیران تھی کہ اسے کہاں لے جا رہا ہے۔

وہ سب ایک جگہ رک گئیں اور وہ لڑکی ایک اونٹ پکڑ کر وہاں لے آئی۔ پھر اس نے اونٹ کو فرش پر بٹھا دیا اور جولیا کو اشارے کرنے لگی کہ اس کے پیٹ میں مکا مارو، جولیا اس کا مطلب سمجھ گئی تھی لہٰذا مسکرانے لگی لیکن اس کے ساتھ ہی اسے یہ خدشہ بھی تھا کہ پتہ نہیں اونٹ پر اس کی انگشتری کا اثر ہوتا بھی ہے یا نہیں اس نے اشاروں ہی اشاروں میں سمجھایا کہ اونٹ پر اس کے مکے کا اثر نہیں ہوگا۔ لیکن بیگمات نے زور دیا کہ ایک مکا ضرور مارے، چنانچہ جولیا مسکراتی ہوئی اونٹ کے قریب پہنچ گئی، پھر اس نے پوری قوت سے بیٹھے ہوئے اونٹ کی پسلی میں مکا مار دیا۔ اور یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اونٹ فوراً ہی اپنی جگہ سے اچھلا لیکن اچھلتے ہی گر گیا۔ اس نے پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر گر گیا اور تڑپنے لگا۔

ساری بیگمات کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

وہ سب اپنے دانتوں تلے انگلیاں دبائے تڑپتے ہوئے اونٹ کو دیکھ رہی تھیں پہلے وہ سب یہی سمجھ رہی تھیں کہ جولیا کی قوت بتلانے میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے لیکن یہ تو ان کے سامنے سب کچھ ہوا تھا۔ اب وہ اسے کس طرح جھٹلا سکتی تھیں۔ جولیا کی دہشت ان کے دلوں پر بیٹھ گئی تھی۔ اور وہ سہمی سہمی نگاہوں سے کبھی اس کی جانب اور کبھی اونٹ کی جانب دیکھ رہی تھیں۔ جولیا نے ازراہ مذاق اس شوخ اور طرار لڑکی کی جانب مکا تان لیا جو اسے یہاں تک لائی تھی اور وہ لڑکی اتنی تیز رفتاری کے ساتھ وہاں سے محل کی جانب بھاگ گئی کہ سب بیگمات اور عورتیں حیرت کے باوجود اپنے قہقہے ضبط نہ کر سکیں۔ بڑی دیر تک وہ ہنستی رہیں اور اونٹ کی جانب دیکھتی رہیں اور قریب آپندرہ منٹ کے بعد جب اونٹ قدرے اطمینان سے بیٹھ گیا تو وہ سب محل میں واپس ہو گئی تھیں۔ وہ تیز و طرار لڑکی زبان نہ سمجھنے کے باوجود اب جولیا کی بہترین سہیلی بن گئی تھی اور اس کے اشاروں پر ناچنے لگی تھی، سب سے بڑی بیگم نے محل میں پہنچتے ہی اپنے گلے سے قیمتی موتیوں کا ہار اتار کر جولیا کے گلے میں ڈال دیا تھا پھر اسے

دیکھ کر باقی ساری بیگمات نے بھی مختلف قسم کے انعامات سے جولیا کو نوازا تھا اور جولیا کبھی انگلش میں اور کبھی اردو میں ان سب کا شکریہ ادا کرتی رہی تھی۔ اور جب وہ یہ سارے تحائف لے کر اپنے کوارٹر میں گئی اور اس نے انہیں عمران کے سامنے پھینک دیا تو عمران حیرت سے اچھل پڑا۔

" ارے جولی ڈیئر، یہ سارے ہار اور نقدی تم نے کہاں سے چوری کر لئے۔ یہاں چور کا ٹکڑا جاتی ہو کیا ہے۔"

" نہیں" جولیا نے مسکرا کر کہا تھا۔

" یہاں چور کے ہاتھ کاٹ دیتے ہیں اور اگر انہوں نے تمہارا بھی ہاتھ کاٹ دیا تو بتاؤ، اس کا انجام کیا ہوگا۔ جاؤ جہاں سے یہ چیزیں اٹھائی ہیں وہیں رکھ آؤ۔"

اور جولیا نے عمران کو پوری تفصیل بتا دی کہ یہ چوری کا مال نہیں بلکہ انعام ہے جو اسے بڑی بیگم اور باقی ساری بیگمات نے دیئے ہیں۔ عمران نے اسے گود میں اٹھا کر ناچنا شروع کر دیا اور پھر اسے پلنگ پر پھینک کر کہنے لگا۔

" بس اسی طرح انعامات حاصل کرتی رہو، میرا خیال ہے کہ اسی ایک ہار کی قیمت کم از کم دس ہزار ڈالر ضرور ہوگی۔ باقی سب ملا کر پندرہ بیس ہزار ڈالر بن جاتے ہیں۔ ہم یہاں سے جا کر عمدہ سا بنگلہ بنائیں گے۔ پھر وہاں رہا کریں گے۔ تم بچوں کو کھلایا کرنا اور میں باہر کام کیا کروں گا۔ واہ واہ، کتنی مزیدار زندگی ہوگی وہ بھی، کیا تم اس کا تصور کر سکتی ہو، جولی ڈارلنگ۔"

اور جولی ڈارلنگ تو پہلے ہی تصورات کی دنیا میں پہنچ چکی تھی۔ وہ عمران کی جانب دیکھتی رہی اور مسکراتی رہی۔ ٭

جولیا ایک روز صبح سویرے حرم میں داخل ہوئی تو وہی تیز طرار لڑکی جس کا نام لیلیٰ تھا۔ بھاگتی ہوئی اس کے پاس پہنچی، جولیا اب اس کی شوخیوں کی عادی ہو چکی تھی لہٰذا اسے دیکھ کر مسکرانے لگی۔ لیلیٰ نے اسے ہاتھ سے پکڑا اور اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر جولیا کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اسے مختلف کمروں میں سے گزارتی ہوئی بڑی بیگم کے کمرے میں لے گئی۔ گو اس محل میں پندرہ بیگمات تھیں لیکن اس حرم میں اصل حکم بڑی بیگم ہی کا چلتا تھا۔ یہ موجودہ شیخ کی والدہ تھیں اس لئے ان کا احترام محل کے اندر اور باہر یکساں ہوتا تھا۔ خود شیخ بھی جب محل میں موجود ہوتا تو روزانہ رات کو سونے سے پہلے پندرہ منٹ کے لئے ضرور اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا۔ بڑی بیگم کے کمرے میں داخل ہوتے ہی لیلیٰ نے جولیا کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور خود سر جھکا کر اس نے بڑی بیگم کو سلام عرض کیا۔ جولیا جو اب یہاں کے رسم و رواج سے آگاہ ہو چکی تھی۔ اس نے بھی بڑی بیگم کو سر جھکا کر سلام عرض کیا۔ بڑی بیگم کے پہلو میں ایک خوبصورت سی لڑکی بیٹھی تھی۔ اس لڑکی کو جولیا نے پہلی بار ہی دیکھا تھا اس لئے وہ سوچنے لگی کہ

یہ نئی لڑکی کون ہے اور کہاں سے آئی ہے۔ بڑی بیگم نے مسکرا کر جولیا کے سلام کا جواب دیا اور پھر سیلے کو عربی زبان میں کوئی حکم دیا۔ سیلے اُٹھ کر دروازے سے باہر چلی گئی۔ جاتے وقت اس نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ پہلی بار وہ خوبصورت سی لڑکی جولیا سے مخاطب ہوئی اور جولیا کو حیرت ہوئی کہ وہ انگریزی بول سکتی ہے۔

"خوش آمدید جولی، مجھے تمہیں دیکھنے کا بہت شوق تھا۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ مس....."

"میرا نام "کلثوم" ہے جولی۔"

"مس کلثوم مجھے آپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے اور اس خوشی کی تو انتہا نہیں کہ آپ انگریزی بول سکتی ہیں۔ ورنہ میں تو اس حرم میں صرف اشاروں ہی سے کام چلایا کرتی تھی۔"

"ہاں مجھے خالہ جان نے بتایا ہے جولی۔ انہوں نے تمہاری بہت تعریف کی ہے۔ میں رات کے آخری پہر یہاں پہنچی تھی اور دیکھ لو صبح سویرے تمہیں بلا لیا۔"

"میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں شہزادی صاحبہ اور مجھے اپنی ذات پر لب فخر ہو رہا ہے کہ آپ نے مجھے شرف باریابی بخشا۔ کیا آپ کہیں باہر رہتی ہیں، شہزادی صاحبہ" جولیا نے سوال کیا۔

"ہاں بڑی بیگم صاحبہ میری خالہ جان ہیں۔ میں ان کی چھوٹی ہمشیرہ کی بیٹی ہوں اور قریبی ریاست میں رہتی ہوں۔ میرے ابو اس ریاست کے شیخ ہیں۔ بس خالہ جان سے ملنے کیلئے رات کے پچھلے پہر یہاں پہنچ گئی تھی، ایک دو دن کے بعد میں واپس چلی جاؤں گی۔"

"آپ کی خالہ جان بہت اچھی، مہربان اور نیکدل خاتون ہیں شہزادی صاحبہ آپ اپنا قیام طویل کیوں نہیں کر لیتیں۔ یہ بھی آپ کو ماں جیسا پیار ہی دیں گی۔"

"ان کے پاس مجھے ماں سے بھی زیادہ پیار ملتا ہے جولی۔" کلثوم نے اپنی خالہ کی جانب پیار سے دیکھا اور پھر بڑی بیگم کے گلے میں اپنے دونوں بازو ڈال لئے۔ بڑی بیگم انگریزی کا ایک لفظ بھی نہیں جانتی تھیں لیکن یہ سمجھ رہی تھیں کہ ان ہی کا ذکر ہو رہا ہے، جب کلثوم نے ان کے گلے میں اپنے بازو ڈالے تو وہ اسے پیار کرنے لگیں، اس کا سر اور پیشانی چومنے لگیں، جولیا مسکرانے لگی تھی۔

"دیکھا آپ نے شہزادی صاحبہ، اتنی اچھی خالہ کا حق ہے کہ آپ چند روز تک یہاں قیام فرمائیں۔"

"ارے تم لوگ کیا باتیں کر رہی ہو، کچھ مجھے بھی تو بتاؤ۔" بڑی بیگم نے کلثوم سے پوچھا اور جب کلثوم نے اپنی گفتگو کی تفصیل بتائی تو وہ کہنے لگیں۔

"ٹھیک ہی تو کہتی ہے یہ جولی۔ تم میرے پاس ایک دو مہینے ٹھہرو۔"

"پھر آؤں گی خالہ، ضرور آؤں گی لیکن اس مرتبہ تو مجھے واپس جانا ہی ہے۔ ابو جان نے تاکید کی تھی کہ دو دن کے بعد ان کے پاس پہنچ جاؤں۔" کلثوم نے جواب دیا اور جولیا کی جانب دیکھ کر کہنے لگی۔

"جولی مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہارے بازو میں بڑی قوت ہے۔ تم نے مکّے مار کر بھائی جان کے دو آدمیوں کو بے ہوش کر دیا تھا۔ پھر یہاں حرم میں تم نے مکّا مار کر ایک اونٹ کو گرا دیا تھا۔ کیا یہ سچ ہے۔"

"میں آپ کی بات کو کیسے جھٹلا سکتی ہوں شہزادی صاحبہ۔" جولیا نے مسکرا کر جواب دیا۔

"تم بہت پیاری لڑکی ہو جولی۔ کاش تم میرے پاس ہوتیں۔ ذرا ادھر تو آؤ۔ میں تمہارے

بازوؤں کو چھو کر دیکھوں۔"

جولیا مسکراتی ہوئی شہزادی کلثوم کے قریب پہنچی تو شہزادی نے اس کے بازوؤں کو چھو کر دیکھنے کی بجائے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے قریب بٹھا لیا اور پھر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔ اور اس کے کان کے قریب اپنا منہ لے جا کر بڑی مدھم سی سرگوشی میں کہنے لگی۔

"آج شام کو مجھے حرم کے عقب میں جو لان ہے وہاں ملنا۔ تمہیں میلی وہاں پہنچا دے گی۔ تم سے ایک بہت ضروری بات کرنا ہے۔" پھر وہ قدرے بلند آواز میں کہنے لگی "خالہ جان۔ اس کے بازو تو بڑے مضبوط ہیں۔ واقعی ان میں طاقت بھی ہو گی لیکن مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ ایک ہی مکّے سے اونٹ بھی گر سکتا ہے۔"

جولیا سمجھ گئی تھی کہ کوئی خاص راز ہی کی بات ہو گی جو اس انداز میں کی گئی ہے، لہذا وہ خاموش رہی البتہ اس کا ذہن سوچ میں مبتلا ہو گیا تھا کہ وہ کیا بات ہو سکتی ہے جو شہزادی کلثوم یہاں نہیں بلکہ باہر لان میں اس نے وقت دیا ہے۔ پھر اس نے سر جھٹک دیا اور بڑے مودبانہ لہجے میں کہنے لگی۔

"محترم شہزادی صاحبہ، کیا اب مجھے اجازت ہے تاکہ جو فرائض میرے ذمہ لگائے گئے ہیں میں انہیں سرانجام دے سکوں۔"

"کیا فرائض ہیں تمہارے ذمہ جولی۔"

"یہی شہزادی صاحبہ کہ میں حرم میں رہنے والی معزز خواتین کی حفاظت کر سکوں، میں روزانہ پورے حرم میں ایک چکر لگایا کرتی ہوں۔ تاکہ اگر کسی خاتون کو میری ضرورت محسوس ہو تو وہ مجھے اپنی ضرورت سے آگاہ کر دیں۔"

"لیکن جولی، میں حیران ہوں، یہاں تمہاری زبان ہی کوئی نہیں سمجھتا۔ پھر یہ معزز خواتین تمہیں اپنی ضرورت سے کیسے آگاہ کرتی ہوں گی۔"

"وہی بین الاقوامی زبان شہزادی صاحبہ۔"

"بین الاقوامی زبان، لیکن میرا خیال ہے کہ اس حرم میں موجود خواتین عربی زبان کے علاوہ کوئی دوسری زبان نہیں سمجھتیں۔"

"نہیں شہزادی صاحبہ، یہ ساری خواتین بین الاقوامی زبان سمجھتی ہیں۔"

"میں تمہارا مطلب اب بھی نہیں سمجھی جولی۔"

"شہزادی صاحبہ، میرا مطلب اشاروں کی زبان سے تھا۔ اشاروں کی زبان سب سمجھتے ہیں۔"

"اوہ خوب" شہزادی کلثوم نے ایک قہقہہ لگایا۔ جولیا کو اس کے قہقہے کا انداز بڑا پسند آیا تھا، وہ خود بھی مسکرانے لگی تھی۔

"ٹھیک ہے جولیا تم جاؤ۔ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔ بھائی جان انشاءاللہ تمہیں اور تمہارے خاوند کو خوش کر دیں گے۔"

چنانچہ جولیا بڑی بیگم صاحبہ کو سلام کر کے باہر نکل گئی اور اپنے روزمرّہ کے کام میں مصروف ہو گئی۔ دوپہر کے وقت جب وہ اپنے کوارٹر میں پہنچی تو عمران اس کی جانب دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"کیوں، مسکرا کیوں رہے ہو۔"

"اس لئے کہ تم آج کچھ فکر مند دکھائی دیتی ہو۔"

"ہوں، تو اس کا مطلب ہے کہ میرے تفکرات پر تم مسکراتے ہو" پھر وہ اسے

شہزادی سے ملاقات کے متعلق کچھ بتانا ہی چاہتی تھی کہ کچھ سوچ کر خاموش رہی اور اِدھر اُدھر کی گفتگو میں مصروف ہو گئی، اسی اثناء میں جادیار اور اختر بھی آ گئے تھے۔ انہ چاروں نے مل کر دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر مزید ادھر اُدھر کی گفتگو کرنے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں دوپہر آرام کرنے کیلئے چلے گئے۔ کیونکہ یہاں دوپہر کا آرام بہت ضروری تھا دوپہر کے وقت دھوپ کی شدت ہوتی تھی۔ اس لئے لوگ باہر نہیں نکلتے تھے۔ بلکہ گھروں میں ہی آرام کرتے تھے۔ صبح اور شام کے وقت البتہ گہما گہمی دوبارہ شروع ہو جایا کرتی تھی۔

شام کے وقت جولیا حسب معمول تیار ہو کر حرم میں پہنچ گئی اور گشت لگانے لگی۔ حرم کی بیگمات دوپہر کے آرام کے بعد اب نہا دھو کر حسب عادت اپنے کمروں سے باہر آ گئی تھیں اور حرم میں گہما گہمی شروع ہو چکی تھی۔ ساری ملازم لڑکیاں اپنی اپنی بیگمات کی خدمت میں مصروف تھیں اور لیلیٰ ادھر اُدھر چہکتی پھرتی تھی۔ جولیا حسب معمول ہر بیگم کے پاس گئی۔ اسے سلام کیا اور اشاروں ہی اشاروں میں اس کی خیریت دریافت کی۔ ساری بیگمات اور ملازم لڑکیاں اسے دیکھ کر مسکرا دیا کرتی تھیں۔ اوّل تو جولیا ویسے ہی بڑی پیاری لڑکی تھی۔ حسن میں بھی اُن سب سے بڑھ کر تھی۔ پھر اس کی قوت کا مظاہرہ وہ سب دیکھ چکی تھیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جولیا ہر وقت مسکراتی رہتی تھی۔ اور عجیب عجیب اشارے کرتی رہتی تھی۔ اس لئے حرم کی ساری لڑکیاں اور بیگمات اب دل سے اسے پیار کرنے لگی تھیں۔ اور کبھی کبھار تو لیلیٰ کا دل چاہتا کہ اس خوبصورت لڑکی کو عربی سکھائے۔ چنانچہ وہ اکثر فارغ اوقات میں جولیا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے کمرے میں لے جاتی، اسے پلنگ پر بٹھاتی اور پھر ایک ایک چیز اس کے

سامنے کرتی اور اس کا عربی میں نام بتانے لگتی۔ پہلی مرتبہ تو جولیا سمجھی ہی نہیں، لیکن جب اسے پتہ چلا کہ وہ اسے عربی سکھا رہی ہے تو وہ خود بھی بڑے شوق سے مختلف اشیاء کے نام یاد کرنے لگی۔ اس طرح روزانہ عمران سے بھی ایک دو جملے وہ یاد کر لیتی۔ اور اب چار پانچ روز کے بعد اسے کم از کم اتنی سہولت ہو گئی تھی کہ وہ ایک آدھ جملہ خیریت دریافت کرنے کیلئے عربی کا ادا کر دیا کرتی تھی۔ بیگمات اور ملازم لڑکیاں اس کے منہ سے عربی کا جملہ سن کر بہت خوش ہوا کرتی تھیں۔ جولیا تو ہر حالت میں انہیں خوش رکھنا چاہتی تھی چنانچہ شغل کیلئے یہ بھی اسے ایک موقع مل گیا تھا اور اب وہ دل و جان سے عربی بھی سیکھ رہی تھی۔

شام کے وقت جب پورے ریگستان میں دن بھر آگ برسانے کے بعد سورج دور مغرب کے ریتیلے ٹیلوں کے عقب میں غروب ہو گیا اور محل اور حرم کی فضائیں شام کے سایوں میں انگڑائیاں لینے لگیں۔ جب اندھیرے آہستہ آہستہ بڑھنے لگے اور ان اندھیروں کو دور کرنے کیلئے محل میں جگہ جگہ شمعیں روشن کر دی گئیں تو لیلیٰ جولیا کو تلاش کرتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی۔ حسب عادت اسے ہاتھ سے پکڑا اور باہر لان کی جانب روانہ ہو گئی۔ یہ لان حرم سرا کے عقب میں بنایا گیا تھا تاکہ بیگمات اور ملازم لڑکیاں یہاں کھلی فضا میں سیر و تفریح کر سکیں۔ لان کے ایک گوشے میں دو کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ درمیان میں ایک تپائی تھی جس پر ٹھنڈے مشروب رکھا ہوا تھا۔ لیلیٰ نے دور ہی سے جولیا کو اشارہ کیا کہ وہاں شہزادی کے پاس چلی جائے، شہزادی کلثوم قریب ہی ٹہل رہی تھی۔ جولیا کو دیکھ کر مسکراتی ہوئی اس کی جانب بڑھی۔ جولیا نے بھی شہزادی کو دیکھ لیا تھا۔ وہ بھی اس کی جانب جلد جلد قدم اٹھانے لگی۔

"ہیلو جولی۔"

"ہیلو شہزادی صاحبہ۔"

"بھئی یہاں بیٹھو، میں تم سے ایک ضروری گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

"جی فرمائیے۔" جولیا نے شہزادی کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ شہزادی نے ٹھنڈے مشروب کے دو گلاس پر کئے، ایک خود رکھ لیا اور دوسرا جولیا کی جانب بڑھاتے ہوئے کہنے لگی۔

"بات دراصل یہ ہے جولیا کہ میرا فی الحال یہاں آنے کا پروگرام نہیں تھا۔ لیکن خالہ جان کا پیغام ملا تو مجھے آنا ہی پڑا۔"

"ایک منٹ شہزادی صاحبہ، گستاخی معاف، کیا میں آپ سے ایک سوال پوچھ سکتی ہوں۔"

"ہاں بڑے شوق سے۔"

"شہزادی صاحبہ، یہ گفتگو جو آپ یہاں کرنا چاہتی۔ یہ آپ نے اپنی خالہ جان کے کمرے میں کیوں نہیں کی۔ وہاں بھی تو ہماری زبان سمجھنے والا کوئی نہیں تھا۔"

"تم نے بہت گہرا سوال کیا ہے جولیا۔" شہزادی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ جولیا بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ گئی تھی اور پھر دونوں لان میں ٹہلنے لگی تھیں۔

"جولیا۔ وہاں مجھے ڈر تھا کہ ہماری گفتگو کہیں دور تک پہنچ جائے گی۔"

"اوہ، یہ بات ہے، آپ کا مقصد ہے کہ کوئی خفیہ ٹیپ وغیرہ۔"....

"ہاں ہاں، یہی مقصد ہے۔"

"تو پھر شہزادی صاحبہ ہماری گفتگو یہاں بھی محفوظ نہیں ہوگی۔"

"تو پھر میں تمہارے ساتھ یہ گفتگو کہاں کروں جولی۔"

"آسان طریقہ ہے شہزادی صاحبہ، کیا آپ گھوڑے کی سواری کر سکتی ہیں۔"

"واہ۔ یہ کیسا سوال کیا تم نے، وہ کون عرب ہے جو گھوڑے کی سواری نہیں کر سکتا۔"

"تب ٹھیک ہے۔ آپ سیر کا بہانہ کر کے باہر چلیں، میں آپ کی حفاظت کیلئے ساتھ چلتی ہوں۔ باہر جا کر گفتگو ہوگی۔"

"ونڈر فل، بہت اچھی تجویز ہے، جاؤ تم لباس تبدیل کر کے آؤ، میں بھی تیار ہوتی ہوں۔ ہماری یہ گفتگو باہر ہی ہوگی۔"

جولیا اپنے کوارٹر کی جانب چلی گئی اور شہزادی محل کی جانب اور پھر پندرہ منٹ کے بعد دونوں لڑکیاں گھوڑوں پر سوار ہو کر باہر کھلی فضا میں نکل گئی تھیں، چاند نکل آیا تھا اور ہر جانب ابتدائی چاند کی مدھم سی روشنی نور کی کرنیں بکھیر رہی تھی۔ شام کے وقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اور ان دونوں کے گھوڑے تیز رفتار سے لمحہ بہ لمحہ محل سے دور ہوتے جا رہے تھے۔ پھر ایک ٹیلے کے قریب پہنچ کر یہ دونوں اپنے اپنے گھوڑوں سے اتر گئیں۔

"اب فرمائیے شہزادی صاحبہ، کم از کم یہاں کسی ٹیپ وغیرہ کا خطرہ تو نہیں۔"

"ہاں، ہماری گفتگو کے لئے یہ جگہ موزوں ترین ہے۔" شہزادی نے چاروں جانب دیکھ کر تسلی کر لی کہ کوئی قریب تو نہیں ہے، پھر کہنے لگی۔

"جولی۔ میں مختصر ترین الفاظ میں اپنا مقصد بتا دیتی ہوں، بھائی جان یعنی موجودہ شیخ اپنی تعلیم کے لئے آکسفورڈ گئے ہوئے تھے۔ وہاں انہوں نے بارہ سال تعلیم حاصل

کی ہے۔ ہر سال ایک دو ماہ کیلئے یہاں آیا کرتے تھے۔ گذشتہ سال یہ یہاں مستقل طور پر آگئے۔ خالو جان یعنی ان کے والد کی صحت بہت اچھی تھی۔ بھائی جان کے آنے کے تیسرے دن اچانک وہ فوت ہوگئے اور بھائی جان نے ان کی جگہ سنبھال لی، چند دنوں کے بعد بھائی جان کا دست راست رچرڈ بھی آگیا اور اس وقت سے یہاں ہی مقیم ہے۔"

" جی۔"؟

" بڑی بیگم صاحبہ یعنی خالہ جان جو کہ بھائی جان کی ماں ہیں۔ انہیں شک ہے کہ موجودہ شیخ ان کا اصلی بیٹا یعنی "زید بن حسن" نہیں ہے۔"

" جی"، جولیا نے اس مرتبہ حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں، تم جانتی ہو کہ ساری دنیا دھوکہ کھا سکتی ہے، لیکن ماں دھوکہ نہیں کھا سکتی۔ چنانچہ ان کو شک ہے کہ ان کا اصلی بیٹا یا تو یورپ ہی میں کہیں قید ہے یا پھر مار دیا گیا ہے اور اس وقت جو شخص ان کا بیٹا بن کر اس علاقے پر حکومت کر رہا ہے یہ کوئی اور ہی شخص ہے۔ خالہ جان کا یہ شک جب یقین میں بدل گیا تو انہوں نے یہاں اپنے چند معتمد ترین اور پرانے ملازمین سے علیحدہ علیحدہ اس کے متعلق گفتگو کی، گفتگو اسی کمرے میں ہوئی تھی جہاں آج صبح تم آئی تھیں۔ لیکن تیسرے چوتھے دن ہی وہ ملازمین لاپتہ ہوگئے۔ اس سے یہ بھی شک ہوتا ہے کہ خفیہ ٹیپ وغیرہ لگا دیئے گئے ہیں تاکہ موجودہ شیخ کے خلاف جو بات بھی کی جائے اسے پتہ چل جائے۔"

" ہوں"، جولیا نے ایک طویل سانس لی تھی۔

" یہی لیلے ہماری معتمد ترین ملازمہ ہے۔ اس کا باپ بھی ہمارا وفادار تھا لیکن اسے بھی موجودہ شیخ نے غائب کر دیا ہے، چند روز پہلے رات کے وقت

یہی لیلے میرے پاس گئی تھی اور اس نے یہ سب کچھ میرے ابو سے بتایا تھا۔ میرے ابو نے جن کے تعلقات تمہاری حکومت سے دوستانہ بلکہ برادرانہ ہیں، اسی وقت تمہارے ملک کے سفیر کو بلا کر یہ سارے حالات بتائے تھے اور درخواست کی تھی کہ کسی قابل ترین شخص کو بھیج کر اصل حالات سے نقاب کشائی کی جائے۔ اس کے نتیجہ میں تمہاری حکومت نے تم لوگوں کو یہاں بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اصل حالات دریافت کر سکو۔"

" جی۔"

" میں تم لوگوں سے صرف یہی کہنا چاہتی ہوں کہ ممکن ہے تمہارے کمروں میں بھی ٹیپ وغیرہ کا انتظام ہو۔ لہذا ہر قسم پر محتاط رہنا اور جتنی جلد ہو سکے اصل حالات کا پتہ چلانا ہے تاکہ صحیح حکمران اپنے علاقے میں آسکے بشرطیکہ وہ زندہ ہے۔"

" آپ کے ابو بھی تو ان سے ملے ہوں گے۔" جولیا نے پوچھا۔

" ہاں۔ موجودہ شیخ سے وہ بھی ملے تھے اور انہیں بھی یہی شک ہوا تھا لیکن مصلحتاً وہ خاموش رہے، بلکہ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ شخص کسی ایسی حکومت کا جاسوس ہے جو اس ریاست کو ہیڈ کوارٹر بنا کر پوری عرب دنیا کو نقصان پہنچانا چاہتی ہے۔"

" شہزادی صاحبہ، اگر یہی بات ہے تو میں آپ کو صرف اتنا یقین ہی دلا سکتی ہوں کہ اب اس شیخ کی زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں، ہماری حکومت نے یہاں جو انسان بھیجا ہے اس کا نام سن کر دنیا کے تمام مجرم کانپتے ہیں۔ عنقریب آپ کے حضور صحیح حالات کا انکشاف ہو جائے گا۔"

" مجھے ابو حضور نے بھی یہی کہا تھا کہ اس معاملہ میں جس شخص نے ہاتھ ڈالا ہے وہ دنیا کا مشہور ترین انسان ہے۔ خدا کرے وہ جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے۔ آو آپ

واپس چلیں تاکہ بھائی جان کو شک نہ ہو سکے ۔"

اور پھر یہ دونوں لڑکیاں گھوڑوں پر بیٹھیں اور گھوڑوں کو محل کی جانب سرپٹ دوڑا دیا لیکن جولیا اس مرتبہ یہی سوچ رہی تھی کہ ... کیا عمران نے یہ سارا فراڈ ہی کیا ہے ، کیا واقعی وہ اسے بھگا کر نہیں لایا بلکہ کسی سرکاری کام سے آیا ہے ۔ کیا یہ صرف ڈرامہ ہی تھا ۔ اور یہ جاوید اور اختر ۔ کیا کہیں یہ بھی ایکسٹو ہی کے آدمی تو نہیں ۔ اور اگر یہ اسی کے آدمی ہیں تو پھر ، ان کے سامنے وہ عمران کے ساتھ جو پیار محبت کی باتیں کرتی رہی ہے وہ .....

" صحیح موقع ملنے پر عمران کی خبر لوں گی ۔" اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا ۔

ختم شد

اِطلاعِ عام

مجھے علم ہوا ہے کہ لاہور کے کوئی پبلیشر مصنف اظہر کلیم کے لکھے ہوئے وہ جاسوسی ناول جو کہ ادبی اکیڈمی لیاقت آباد کراچی سے شائع ہوتے تھے بلا اجازت میری شائع کر رہے ہیں ۔ ان صاحب اور دیگر تمام پبلیشرز پرنٹرز اور متعلقہ حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ادبی اکیڈمی سے شائع ہونے والے تمام جاسوسی ناولوں کے حقوق اشاعت (جن میں مصنف اظہر کلیم صاحب ابن کلیم صاحب ، نجمہ صفی صاحبہ کے ناول شامل ہیں) میرے نام محفوظ ہیں کوئی بھی ناشر پبلیشرز یا پرنٹرز اگر انھیں شائع کرے گا تو وہ خود اس کا ذمے دار ہوگا اور اس کے خلاف سخت ترین قانونی چارہ جوئی کی جائے گی اور تمام ہرجے خرچے کا وہ ذمے دار ہوگا ۔ استحقاق کا حق صرف کراچی (صوبہ سندھ) کی عدالتوں کو حاصل ہوگا ۔

تمام متعلقہ حضرات اسے نوٹس بھی تصور کر سکتے ہیں ۔

ایس قریشی